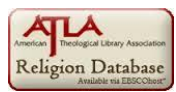




Publisher: Faculty of Arabic & Islamic Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Website: <https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi>
Vol.25 Issue: 02 (July – December 2026)
Date of Publication: 30- December 2026
HEC Category, Y: (2026-2027)

eISSN: 2664-0171,
pISSN: 1992-8556

معارف اسلامی

Title	علامہ سعیدی کی تفسیر تبیان القرآن میں نظم قرآن: نظری مباحث، اصول استدلال اور تطبیقی جہات کا تحقیقی مطالعہ					
Authors & Affiliations	محمد رفاقت علی پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی، کراچی ای میل: drmuhammadraj@gmail.com ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی، کراچی					
Dates	<i>Received</i> : 12-10-2026 <i>Accepted</i>: 23-10-2026 <i>Published</i>: 23-10-2026					
Page	01-38					
Citation						
Copyright						
Publisher	Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan https://aiou.edu.pk/					
Indexing & Abstracting Agencies						
IRI(AIOU)	HJRS(HEC)	Tehqiqat	Asian Indexing	Research Bib	Atla RDB	SIS
						

علامہ غلام رسول سعیدی کی تفسیر تبیان القرآن میں نظم قرآن: نظری مباحث، اصول استدلال اور تطبیقی جہات کا تحقیقی مطالعہ

A Research Study of the Coherence of the Qur'an in Allama Ghulam Rasool Saeedi's Tibyan al-Qur'an: Theoretical Discussions, Principles of Argumentation, and Applied Dimensions

ABSTRACT

Thematic Coherence (Nazm al-Qur'an) is an important subject within the Qur'anic sciences, through which the interrelationship between verses and surahs, the continuity of themes, the context, and the unity of the overall message of the Holy Qur'an can be understood. This study first elucidates the lexical and terminological meanings of continuity (tasalsul), coherence between verses (rabt al-ayat), coherence between surahs (rabt al-suwar), thematic order of verses (nazm al-ayat), and thematic order of surahs (nazm al-suwar), while also examining their interrelationship and distinctions. It then presents an introductory and comparative study of the approaches of classical and modern Qur'anic exegetes concerning the coherence of the Qur'an, particularly Imam al-Razi, Imam al-Biqai, Imam al-Suyuti, Shah Wali Allah al-Dihlawi, Hamid al-Din al-Farahi, and Amin Ahsan Islahi. The primary focus of this research is Tafsir Tibyan al-Qur'an by Allama Ghulam Rasool Saeedi, in which his concept of Qur'anic coherence, his use of context, determination of the relationship between verses, occasions of revelation (Shan al-Nuzul), linguistic and grammatical evidence, Hadith and reports of the Companions and early scholars, and the statements of Qur'anic exegetes have been critically examined. Through the application of his exegetical approach to various verses and surahs, the study demonstrates that, according to Allama Saeedi, the coherence of the Qur'an is not merely a matter of literary correspondence; rather, it is an effective means of understanding the semantic and thematic relationship between verses and the overall objective of a surah. His methodology is characterized by comprehensive, Hadith-oriented, juristic, and contextual features. However, his treatment of Qur'anic coherence generally appears as an applied exegetical principle rather than as a systematically formulated and independent theoretical framework. In this regard, the present study highlights the significance, distinctive features, scholarly strengths, and critical aspects of Qur'anic coherence within the exegetical methodology of Allama Saeedi.

Keywords: Nazm al-Qur'an, Tafsir Tibyan al-Qur'an, Allama Ghulam Rasool Saeedi, Interrelationship of Verses and Surahs, Contextual Interpretation, Qur'anic Sciences.

علامہ سعیدی کی تفسیر "تبیان القرآن" اردو تفسیری ادب میں ایک نمایاں اور جامع کاوش کی حیثیت رکھتی ہے، جس میں قرآن مجید کی آیات کی تفسیر کے ساتھ ساتھ ان کے باہمی ربط، سیاق و سباق، نظم اور ربط کی توضیح پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ قرآن مجید ایک مربوط اور منظم کتاب ہدایت ہے، جس کی سورتوں اور آیات کے درمیان معنوی، موضوعاتی اور استدلالی مناسبتیں پائی جاتی ہیں۔ اسی باہمی ربط اور ترتیب کو "نظم قرآن" سے تعبیر کیا جاتا ہے، جو قرآن مجید کے مفہیم کو سمجھنے، آیات کے درست مدعا تک رسائی حاصل کرنے اور قرآنی استدلال کی جامعیت کو واضح کرنے میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ مفسرین نے مختلف ادوار میں نظم قرآن کے حوالے سے متعدد اصول و نظریات پیش کیے، تاہم ہر مفسر کا اسلوب

استدلال اور تطبیق کا منہج الگ رہا ہے۔ علامہ سعیدی نے اپنی تفسیری کاوشوں میں علوم قرآن، حدیث، فقہ، اصول تفسیر، لغت، کلام اور پہلے سے موجود تفسیری کتب سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے آیات کے باہمی نظم و ربط اور معنوی مناسبت کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے منہج میں نظم قرآن محض آیات کے ظاہری ربط تک محدود نہیں بلکہ سیاق و سباق، موضوع کی وحدت، سابق و لاحق آیات کی مناسبت، سورۃ کے مرکزی مضمون اور قرآنی استدلال کے تسلسل جیسے متعدد پہلوؤں سے تشکیل پاتا ہے۔ زیر نظر مقالہ میں اسی علمی منہج کا تحقیقی و تجزیاتی جائزہ پیش کرنے کی کوشش ہے، نظم قرآن کے بارے میں علامہ سعیدی کے نظری تصورات، اس کے اثبات کے لیے اختیار کردہ اصول استدلال اور ان اصولوں کے تفسیر تبیان القرآن میں عملی اطلاق کا جائزہ لیا گیا ہے، تاکہ ان کے تفسیری منہج میں نظم قرآن کی نوعیت، اہمیت، امتیازی خصوصیات اور علمی افادیت کو واضح اور منظم انداز میں سامنے لایا جاسکے۔ یہ تحقیق علامہ سعیدی کے نظم قرآن سے متعلق چند اقوال جمع کرنے تک محدود نہیں بلکہ علامہ سعیدی کے نزدیک نظم قرآن کی حقیقت اور اہمیت کیا ہے؟ وہ آیات اور سور کے باہمی ربط و مناسبت کو کس حد تک تسلیم کرتے ہیں؟ نظم کے اثبات میں ان کے اصول استدلال کیا ہیں؟ وہ سیاق و سباق، لغت، نحو، حدیث، آثار اور اقوال مفسرین سے کس طرح استفادہ کرتے ہیں؟ ان کا منہج امام رازی، بقاعی، سیوطی، شاہ ولی اللہ، فراہی اور اصلاحي سے کہاں متفق اور کہاں مختلف ہے؟ ان کے ہاں نظم قرآن محض ادبی مناسبت ہے یا آیات کے مرکزی مضمون اور مقصدِ سورت کی تعیین کا ذریعہ بھی ہے؟ ان کے تفسیری اطلاقات سے ان کے نظریہ نظم کی کیا صورت سامنے آتی ہے؟ ان کے منہج کی قوتیں، امتیازات اور قابل نقد پہلو کون سے ہیں؟ ان پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

زیر نظر موضوع کے مختلف اجزاء پر ہونے والے کام کو ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے:

۱۔ اصول تفسیر میں نظم قرآن مجید کی روایت کا تاریخی و تحلیلی جائزہ

ایم فل کا یہ تحقیقی مقالہ حافظ فدا حسین نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں ۲۰۰۲ء میں جمع کروایا۔ اس میں انہوں نے نظم قرآن مجید کی روایت کا تاریخی اور تحلیلی جائزہ بیان کیا ہے۔

۲۔ بدیع الزمان سعید نوری کا نظریہ نظم قرآن مجید کے اطلاق و تطبیق: تجزیاتی مطالعہ

محمد ذاکر ہاشمی اور ڈاکٹر ہمایوں عباس کا تحقیقی مضمون ضیائے تحقیق کے شمارہ ۱۹ میں شائع ہوا۔ اس میں انہوں نے بدیع الزمان سعید نوری کے نظریہ نظم قرآن مجید کے اطلاق و تطبیق کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

۳۔ تفسیری ادب میں نظم قرآن مجید کریم پر ہونے والے کام کا ارتقائی جائزہ (دوسری صدی ہجری سے تاحال)

ڈاکٹر ثناء اللہ کا یہ تحقیقی مضمون فکر و نظر کی جلد ۳۸ اور شمارہ ۴ میں شائع ہوا۔ اس میں انہوں نے نظم قرآن مجید کریم پر ہونے والے کام کا ارتقائی جائزہ لیا ہے۔

۴۔ تفسیر میں نظم قرآن مجید کی استدلالی حیثیت اصول تفسیر کی روشنی میں ایک جائزہ

یہ مضمون حافظ مبشر لاہوری نے تحریر کیا ہے، جس میں اصول تفسیر کی روشنی میں نظم قرآن کی استدلالی حیثیت پر بحث کی گئی ہے۔ یہ مضمون "اردو کی برقی کتابیں" ویب سائٹ پر موجود ہے۔

مذکورہ بالا مطالعات موضوع ہذا سے متعلق بالواسطہ اور جزوی معلومات ضرور پیش کرتے ہیں، تاہم علامہ سعیدی کی تفاسیر میں نظم قرآن سے متعلق اظہار خیال نہیں کیا گیا۔

علامہ سعیدی کی تفسیر تبیان القرآن میں نظم قرآن

تسلسل، ربط اور نظم کی تعریف اور مفہام

تسلسل سے مراد کسی چیز کا ایک خاص ترتیب، ربط اور لگاتار انداز کے ساتھ ایک کے بعد دوسری چیز کا واقع ہونا ہے، جس میں اجزاء کے درمیان باہمی مناسبت اور ارتباط برقرار رہے۔ علمی و تحقیقی اصطلاح میں تسلسل اس منظم ترتیب کو کہتے ہیں جس کے ذریعے افکار، واقعات، دلائل یا مضامین ایک دوسرے سے مربوط ہوتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں اور سابقہ حصے کا تعلق بعد والے حصے سے قائم رہتا ہے۔ ابن منظور افریقی (پ ۶۳۰ھ - م ۷۱۱ھ) لکھتے ہیں:

"وَتَسْلُسِلُ الشَّيْءُ: تَتَابَعٌ"^۱

"کسی چیز کا تسلسل یہ ہے کہ وہ مسلسل ایک چیز کے بعد دوسری آتی چلی

جائے۔"

نظم قرآن کے اصطلاحی مفہوم میں تسلسل سے مراد آیات و مضامین کا ایسا مربوط اور مسلسل بہاؤ ہے جس میں سابقہ مضمون سے اگلے مضمون کی مناسبت اور معنوی تعلق برقرار رہے۔^۲

ربط آیات کی تعریف

علوم القرآن کی کتب میں ربط آیات سے مراد قرآن مجید کی ایک آیت کا دوسری آیت کے ساتھ ایسا معنوی اور موضوعاتی تعلق ہے جس کے ذریعے آیات کا باہمی ارتباط اور کلام کی وحدت واضح ہوتی ہے۔ امام بدرالدین زرکشی (پ ۷۱۵ھ - م ۷۹۴ھ) البرہان فی علوم القرآن میں علم مناسبت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مناسبت کا اصل مفہوم وہ معنی ہے جو دو چیزوں کے درمیان رابطہ پیدا

کرے، خواہ یہ تعلق عام ہو یا خاص، عقلی ہو یا حسی، خیالی ہو یا ذہنی؛ جیسے

سبب و مسبب، علت و معلول، نظیر اور ضد وغیرہ کا تعلق۔"^۳

ربط سور کی تعریف

رابطہ سَور سے مراد قرآن مجید کی ایک سورت کا دوسری سورت کے ساتھ موضوعاتی، معنوی، سیاقی اور اسلوبی مناسبت و تعلق ہے، جس کے ذریعے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایک سورت کا مضمون اپنے سے پہلی یا بعد والی سورت کے مضمون سے کس طرح مربوط ہے۔ امام بدرالدین زرکشی (پ ۷۱۵ھ - م ۷۹۴ھ) فرماتے ہیں:

"جب ہر سورت کے آغاز پر غور کیا جائے تو وہ اپنے سے پہلی سورت کے اختتام کے ساتھ نہایت گہری مناسبت رکھتا ہے؛ البتہ یہ مناسبت کبھی واضح ہوتی ہے اور کبھی پوشیدہ۔"⁴

نظم آیات کی تعریف

نظم آیات سے مراد قرآن کریم کی آیات کا اس ترتیب اور باہمی ربط کے ساتھ واقع ہونا ہے جس ترتیب میں وہ مصحف شریف میں موجود ہیں۔ علوم القرآن کی اصطلاح میں نظم آیات کا تعلق صرف ظاہری ترتیب سے نہیں بلکہ آیات کے باہمی ارتباط، مناسبت، تسلسل اور معنوی وحدت سے بھی ہے۔ امام بدرالدین زرکشی (پ ۷۱۵ھ - م ۷۹۴ھ) البرہان فی علوم القرآن میں آیات کے باہمی مناسبت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہر آیت سے متعلق پہلے یہ معلوم کرنا چاہیے کہ آیا وہ اپنی سابقہ آیت کی تکمیل کر رہی ہے یا مستقل مضمون رکھتی ہے؛ اور اگر مستقل ہے تو اس کی اپنے سے پہلی آیت کے ساتھ کیا مناسبت ہے۔"⁵

نظم سور

نظم سَور سے مراد قرآن کریم کی سور کے درمیان پایا جانے والا وہ باہمی ربط، معنوی اتصال، موضوعاتی مناسبت اور حکیمانہ ترتیب ہے جس کے ذریعے ایک سورت کا تعلق دوسری سورت سے واضح ہوتا ہے۔ اس میں سورتوں کے مضامین، مقاصد، آغاز و اختتام اور باہمی تسلسل کو ملحوظ رکھا جاتا ہے، تاکہ یہ پتا چل جائے کہ ایک سورت کا اپنے سے ماقبل یا مابعد سورت کے ساتھ کس طریقے کا ربط ہے۔ علامہ محمد عبدالعظیم زرقانی (پ ۱۸۸۷ء - م ۱۹۴۸ء) نے مناہل العرفان فی علوم القرآن میں نظم قرآن کے اسی پہلو کو واضح کرتے ہوئے شیخ ولی الدین ملوی (پ ۷۱۳ھ - م ۷۷۷ھ) کا قول نقل کیا ہے:

"اسی طرح سور سے متعلق یہ جانچ کی جائے گی کہ ان کا اپنی سابقہ سورت

کے ساتھ کس طرح کا تعلق ہے اور اسے کس مقصد کے تحت لایا گیا ہے۔"

اسی مقام پر علامہ زرقانی (پ ۱۸۸۷ء - م ۱۹۴۸ء) قرآن کریم کے اجزاء کے باہمی ربط کی مزید تشریح یوں کرتے ہیں:

"قرآن کریم کے مختلف اجزاء، جملوں، آیات اور سورتوں کے درمیان

نہایت عمدہ مناسبت، مضبوط ارتباط اور ایسا حسین نظم پایا جاتا ہے جو اعجاز کی

حد تک پہنچ جاتا ہے۔⁶

فوائح و خواتم آیات کے مابین ربط و مناسبت

قرآن مجید کے اعجازِ بیانی اور نظم قرآن کا ایک اہم مظہر فوائح و خواتم آیات کے درمیان ربط و مناسبت ہے۔ فوائح سے مراد آیات کے ابتدائی الفاظ یا جملے اور خواتم سے مراد ان کے اختتامی الفاظ یا جملے ہیں۔ قرآن کریم میں آیت کا آغاز جس مضمون، حکم، خبر یا واقعے سے ہوتا ہے، اس کا اختتام اکثر اسی مضمون کی تکمیل، تاکید، تعلیل یا نتیجے کے طور پر ہوتا ہے۔ اس مناسبت سے آیت کے آخری الفاظ کو محض اختتامی کلمات نہیں سمجھا جاسکتا بلکہ وہ آیت کے مرکزی مفہوم کو مضبوط کرتے ہیں۔ امام بقاعی (پ ۱۴۰۶ء - م ۱۴۸۰ء) نے آیات کے باہمی تعلق کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"ہر جملے کے لیے ایسا تمہیدی ربط ہوتا ہے جو اس کے ماقبل کلام کے بعد آنے اور

اس کی ترتیب کو واضح کرتا ہے۔"⁷

علامہ سعیدی نے تمام آیات کے سیاق و سباق اور باہمی تعلق کو اہمیت دی ہے۔ ان کے منہج تفسیر میں آیت کے مفہوم کو سمجھنے کے لیے سابقہ اور لاحقہ آیات کے مضامین کو دیکھا جاتا ہے، جس سے آیات کے نظم اور معنوی مناسبت کے مختلف پہلو واضح ہوتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ....."⁸

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل

کے لیے کیا آگے بھیجا ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تمہارے

کاموں سے خوب باخبر ہے۔"

آیت کا آغاز "اتَّقُوا اللَّهَ" سے ہوتا ہے اور اختتام "إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ" پر۔ تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال کا محاسبہ کرے، جبکہ اللہ کا ہر عمل سے باخبر ہونا اس محاسبے کی بنیادی وجہ ہے۔ یوں فوائح و خواتم کے درمیان واضح معنوی ربط قائم ہے۔⁹ اسی طرح دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَلَا أُفْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ۔۔۔۔۔"¹⁰

"میں ستاروں کے مواقع کی قسم کھاتا ہوں، اور اگر تم جانتے ہو تو یہ بہت

بڑی قسم ہے، بے شک یہ عزت والا قرآن ہے۔"

یہاں ابتدا میں ستاروں کے مقامات کی قسم ہے، پھر "وَإِنَّهُ لَفَسَّمٌ... عَظِيمٌ" کے ذریعے اسی قسم کی عظمت بیان کی گئی اور اس کے بعد "إِنَّهُ لَفَرَّانٌ كَرِيمٌ" کہہ کر قسم کا اصل مقصود یعنی قرآن کریم کی عظمت واضح کر دی گئی۔ اس طرح قسم

، عظمت قسم اور قرآن کی عظمت کے درمیان مربوط نظم قائم ہے۔¹¹

اس سے واضح ہوتا ہے کہ فواتح و خواتم آیات کے درمیان مناسبت قرآن مجید کے اعجاز نظم کا اہم پہلو ہے۔ علامہ سعیدی کی تفسیر میں اس پہلو کو سیاق، مضمون اور مختلف تفسیری اقوال کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش ملتی ہے، جس سے نظم قرآن کے نظری مباحث اور تطبیقی جہات دونوں واضح ہوتے ہیں۔

فواتح و خواتم سور کے مابین ربط و مناسبت

قرآن مجید کے نظم و ترتیب کا ایک اہم پہلو فواتح و خواتم سور کے مابین ربط و مناسبت ہے۔ فواتح سور سے مراد سورتوں کے ابتدائی الفاظ، آیات اور مضامین، جبکہ خواتم سور سے مراد ان کی آخری آیات اور اختتامی مضامین ہیں۔ قرآن کریم کی ہر سورت اپنے آغاز سے اختتام تک ایک مربوط معنوی وحدت کی حیثیت رکھتی ہے۔ سورت کا آغاز جس بنیادی مضمون کی بنیاد رکھتا ہے، اختتام عموماً اسی مضمون کو مکمل، موکد یا نتیجہ خیز بناتا ہے۔ امام بقاعی (پ ۱۴۰۶ء۔ م ۱۴۸۰ء) فرماتے ہیں:

"اور اس سے یہ چیز بھی سامنے آگئی ہے کہ کسی جزء کو اس کے بعد اور اس سے پہلے آنے والے اجزاء کے ساتھ جو باہمی ربط اور تعلق حاصل ہے، اس کی بنیاد پر اس جزء کے لیے جو مرتبہ اور مقام مستحق ہے، اس سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ یہ باہمی تعلق اس طرح مضبوط اور گہرا ہے جیسے نسب کا تعلق ہوتا ہے۔"¹²

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کلام کے ہر حصے کا اپنے ماقبل و مابعد سے ایسا تعلق ہے جو نسبی تعلق کی مانند ہے۔

مثال: سورۃ الفاتحہ۔ سورۃ الفاتحہ کا آغاز "الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ"¹³ سے ہوتا ہے، جس میں اللہ کی حمد، ربوبیت اور صفات کمال کا ذکر ہے، جبکہ سورت کا اختتام "اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ"¹⁴ اور "صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ"¹⁵ پر ہوتا ہے۔ اس طرح سورت کے آغاز میں اللہ کی معرفت و حمد اور اختتام پر اسی سے ہدایت کی طلب کے درمیان گہرا تعلق قائم ہوتا ہے۔ علامہ سعیدی لکھتے ہیں کہ سورۃ الفاتحہ میں قرآن کے بنیادی مضامین کو اجمالی طور پر بیان کیا گیا ہے اور دعا اس سورت کے اہم مضامین میں سے ہے۔ علامہ سعیدی فرماتے ہیں:

"تمام عبادات کا خلاصہ اور حاصل اللہ سے دعا کرنا ہے کہ اللہ دنیا میں انسان کو ہدایت

عطا فرمائے۔"¹⁶

مثال: سورۃ الحشر کا آغاز "سَبِّحْ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ"¹⁷ سے ہوتا ہے، جبکہ اختتام اللہ کے اسماء حسنی کے جامع بیان پر ہوتا ہے: "هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ

الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ¹⁸ "آغاز میں اللہ کی تسبیح، عزت اور حکمت بیان ہوئی اور اختتام پر اس کی تخلیقی قدرت، اسماء و صفات اور عظمت کو نمایاں کیا گیا۔ یوں پوری سورت کے آغاز و اختتام میں توحید، تنزیہ اور عظمت الہی کا مرکزی ربط قائم ہے۔ علامہ سعیدی نے سورۃ الحشر کے ابتدائی اور اختتامی مضامین کی تفسیر میں اللہ کی صفات، اس کی قدرت اور اسماء حسنیٰ کے باہمی تعلق کو نمایاں کیا ہے۔¹⁹

اس طرح فواتح و خواتم سور کا مطالعہ واضح کرتا ہے کہ قرآن مجید کی سورتیں منتشر مضامین کا مجموعہ نہیں بلکہ منظم اور مربوط وحدتیں ہیں۔ سورت کی ابتداء بنیادی مضمون کی بنیاد کا پتہ دیتی ہے اور اختتام اسی مضمون کو جامع انداز میں مکمل کرتا ہے۔ علامہ سعیدی کی تبیان القرآن میں اس ربط کو سیاق، موضوع اور مختلف تفسیری اقوال کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش نمایاں ہے، جو ان کے منہج نظم قرآن کی تطبیقی جہت کو واضح کرتی ہے۔

فاتح قرآن اور خاتم قرآن میں ترتیب توقیفی کے اعتبار سے ربط و مناسبت

قرآن کریم کی ترتیب سے متعلق جمہور محققین نے آیات کی ترتیب کو توقیفی قرار دیا ہے، جبکہ سورت کی ترتیب کے توقیفی یا اجتہادی ہونے سے متعلق محققین کے درمیان تفصیلی بحث پائی جاتی ہے۔ تاہم موجودہ مصحف میں سورۃ الفاتحہ سے آغاز اور سورۃ الناس پر اختتام ایک نہایت بامعنی ترتیب پیش کرتا ہے۔ اس ترتیب کو فاتح قرآن اور خاتم قرآن کے باہمی ربط و مناسبت کے اعتبار سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کا آغاز اللہ کی حمد، ربوبیت، رحمت، عبادت اور ہدایت کی طلب سے ہوتا ہے، جبکہ اختتام بندے کو اللہ کی پناہ میں آنے، وسوسوں سے حفاظت اور ربوبیت والوہیت کے اقرار کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اس طرح فاتح قرآن اور خاتم قرآن کے درمیان ایک جامع معنوی ربط قائم ہوتا ہے۔ سورۃ الفاتحہ قرآن مجید کا افتتاح اس آیت سے کرتی ہے "الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ"²⁰ یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کے بعد "الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ"²¹ اور "مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ"²² کے ذریعے اللہ کی رحمت، اقتدار اور آخرت میں ملکیت بیان ہوتی ہے۔ پھر "إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ"²³ کے ذریعے بندگی اور استعانت کا اعلان کیا جاتا ہے اور آخر میں "اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ"²⁴ کے ذریعے ہدایت کی دعا کی جاتی ہے۔ علامہ سعیدی سورۃ الفاتحہ کے مضامین بیان کرتے ہوئے اس میں حمد، صفات الہی، معاد، عبادت اور دعا جیسے بنیادی قرآنی مضامین کی جامعیت کو واضح کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"سورۃ الفاتحہ میں قرآن کے بنیادی مضامین اجمال، اختصار اور اشارات کے ساتھ

بیان کر دیے گئے ہیں۔"²⁵

اس کے مقابلے میں قرآن مجید کا اختتام سورۃ الناس پر ہوتا ہے:

"قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ -----"²⁶

"آپ کہیے: میں پناہ میں آتا ہوں لوگوں کے رب کی، بندوں کے بادشاہ کی، بندوں کے معبود کی، وسوسہ ڈالنے والے، پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے، جو لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے، خواہ وہ جنت میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔"

یہاں بھی ابتدا اللہ کی ربوبیت سے ہوتی ہے، مگر سورۃ الفاتحہ میں بندہ اللہ کی حمد و ثنا کے بعد ہدایت طلب کرتا ہے، جبکہ سورۃ الناس میں قرآن کے اختتام پر بندہ اللہ سے ہر قسم کے باطنی شر اور وسوسے سے پناہ مانگتا ہے۔ اس طرح قرآن کا آغاز طلب ہدایت سے اور اختتام حفاظت ہدایت کی دعا پر ہوتا ہے۔ علامہ سعیدی سورۃ الناس کی تفسیر میں رَبِّ النَّاسِ، مَلِكِ النَّاسِ، إِلَهِ النَّاسِ²⁷ کی ترتیب کو اللہ کی ربوبیت، ملکیت اور الوہیت کے جامع بیان کے طور پر واضح کرتے ہیں۔²⁸

فاتح قرآن اور خاتم قرآن میں ایک نہایت لطیف مناسبت "رَبِّ الْعَالَمِينَ" اور "رَبِّ النَّاسِ" کے درمیان بھی ہے۔ سورۃ الفاتحہ میں اللہ کو تمام جہانوں کا رب قرار دیا گیا، جبکہ سورۃ الناس میں خصوصاً انسانوں کے رب ہونے کا ذکر کیا گیا۔ گویا ابتدا میں اللہ کی عام ربوبیت بیان ہوئی اور اختتام پر انسان کی خصوصی نسبت سے ربوبیت کو نمایاں کیا گیا۔ اسی طرح فاتحہ میں "إِيَّاكَ نَعْبُدُ" کے ذریعے الوہیت کا تقاضا یعنی عبادت بیان ہوا، جبکہ ناس میں "إِلَهِ النَّاسِ" کے ذریعے اللہ کی الوہیت کا اقرار سامنے آتا ہے۔ یوں ربوبیت، الوہیت، عبادت اور استعانت کے مضامین دونوں سورتوں کو باہم مربوط کرتے ہیں۔

دوسری اہم مناسبت ہدایت اور وسوسے کے درمیان ہے۔ سورۃ الفاتحہ میں دعا ہے:

"اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ۔"²⁹

"ہم کو سیدھا راستہ دکھا۔"

جبکہ سورۃ الناس میں اس راستے سے ہٹانے والی قوت سے پناہ مانگی گئی ہے:

"مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ۔"³⁰

"وسوسہ ڈالنے والے، پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے۔"

قرآن کا آغاز اس دعا سے ہوتا ہے کہ اللہ سیدھا راستہ دکھائے اور اختتام اس دعا پر ہوتا ہے کہ انسان کو اس راستے سے گمراہ کرنے والے وسوسوں اور شیطانی تحریکات سے محفوظ رکھا جائے۔ اس اعتبار سے سورۃ الفاتحہ طلب ہدایت ہے اور سورۃ الناس حفاظت ہدایت۔ یہ ربط قرآن مجید کے مجموعی مقصد کو نہایت جامع انداز میں نمایاں کرتا ہے۔ فاتح قرآن سورۃ الفاتحہ اور خاتم قرآن سورۃ الناس کے باہمی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کا آغاز اور اختتام

ایک دوسرے سے معنوی طور پر مربوط ہیں۔ فاتحہ میں اللہ کی حمد، ربوبیت، الوہیت، عبادت، استعانت اور ہدایت کے بنیادی اصول بیان ہوئے، جبکہ ناس میں ربوبیت، ملکیت، الوہیت اور شیطانی وسوسوں سے پناہ کا ذکر ہوا۔ اس طرح قرآن مجید انسان کو پہلے اپنے رب کی معرفت اور ہدایت کی طرف متوجہ کرتا ہے اور آخر میں اسی رب کی پناہ میں آکر اپنی ہدایت کی حفاظت کا راستہ دکھاتا ہے۔ علامہ سعیدی کی تبیان القرآن کی روشنی میں یہ مناسبت نظم قرآن کے جامع اور تطبیقی پہلو کو نمایاں کرتی ہے اور اس امر کی تائید کرتی ہے کہ مصحف کی موجودہ ترتیب میں فاتحہ سے ناس تک ایک گہرا معنوی تسلسل پایا جاتا ہے۔

یہ نظم و مناسبت، ربط و تسلسل اور فواتح و خواتم کے مفاہیم واضح کرتے ہیں کہ تسلسل سے مراد مضامین اور افکار کا ایک منظم اور مسلسل ترتیب کے ساتھ آگے بڑھنا ہے۔ ربط آیات، آیات کے درمیان معنوی، موضوعاتی اور سیاقی تعلق کو کہتے ہیں، جبکہ ربط سور سور توں کے باہمی موضوعاتی، معنوی اور مقاصدی ارتباط کا نام ہے۔ نظم آیات سے مراد آیات کی حکیمانہ ترتیب اور ان کے باہمی ربط و مناسبت سے تشکیل پانے والی معنوی وحدت ہے۔ اسی طرح نظم سور قرآن کریم کی سور توں کی ایسی حکیمانہ ترتیب، مناسبت اور باہمی اتصال کو کہتے ہیں جس سے قرآن کے مجموعی نظم، وحدت مضمون اور تسلسل معانی نمایاں ہوتا ہے۔

علامہ سعیدی کے نزدیک نظم قرآن مجید کی حقیقت اور اہمیت

علامہ سعیدی نے تفسیر قرآن میں متعدد علمی وفنون سے رہنمائی حاصل کی ہے، جن میں علم لغت، قواعد نحو، فن بلاغت، احادیث نبویہ، فقہی مباحث، اصول فقہ اور مفسرین کی آراء بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ ان کے اسلوب تفسیر کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ قرآنی آیات کی تشریح کرتے ہوئے ان کے درمیان پائے جانے والے معنوی ارتباط، مضمون کی ترتیب اور سیاق و سباق کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک کسی آیت کے مفہوم کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اسے اس کے سابقہ اور بعد کے کلام سے الگ کر کے نہ دیکھا جائے، بلکہ پورے مضمون کے تناظر میں اس کی وضاحت کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ تبیان القرآن میں مختلف مقامات پر آیات کے باہمی تعلق اور اسباب نزول پر گفتگو کرتے ہوئے قرآنی مضامین کے تسلسل کو نمایاں کیا گیا ہے۔ علامہ سعیدی کے تفسیری طریقہ کار میں نظم قرآن کی وضاحت کے لیے آیات کے ربط کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ وہ کسی آیت کی تفسیر پیش کرتے وقت پہلے اس کے پس منظر میں موجود قرآنی مضمون کا جائزہ لیتے ہیں، پھر زیر بحث آیت کے مفہوم کو سابقہ آیات کے ساتھ مربوط کر کے بیان کرتے ہیں۔ اس طریقے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ قرآن مجید کے مضامین ایک مربوط ترتیب کے حامل ہیں اور ہر آیت اپنے موضوع کے اعتبار سے مجموعی کلام کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے۔ اس منہج کی وضاحت سورہ آل عمران کے اس مقام سے بھی کی جاسکتی ہے جہاں اہل کتاب کی جانب سے آسمانی کتاب میں تحریف اور اس کے احکام کو غلط انداز میں پیش کرنے

کا ذکر آیا ہے۔ اس مقام کی تشریح میں آیت کے مفہوم کو اس کے سابقہ مضمون کے ساتھ ملا کر دیکھنے سے قرآنی بیان کی

معنوی جہات اور موضوعاتی تسلسل کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلُؤُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ"³¹

"ان میں سے بعض لوگ کتابِ الہی کی تلاوت کے دوران الفاظ کو اس انداز سے بدل کر ادا کرتے ہیں کہ سننے والے یہ خیال کریں کہ یہ کلام بھی اصل کتاب کا حصہ ہے، حالانکہ حقیقت میں اس کا کتابِ الہی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ اپنی من گھڑت باتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی بات نازل نہیں فرمائی، اور وہ حقیقت سے آگاہ ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی جانب جھوٹی بات منسوب کرتے ہیں۔"

علامہ سعیدی اس مقام پر سابقہ آیات کے مضمون کو سامنے لاتے ہوئے واضح کرتے ہیں:

"پہلے اہل کتاب کی عہد شکنی کا بیان تھا، جبکہ یہاں ان کی اس سے بھی بڑی گمراہی یعنی کتابِ الہی میں تحریف اور اللہ کی طرف جھوٹی نسبت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے آیت کے سابقہ مضمون کے ساتھ مضبوط تعلق کا اظہار ہوتا ہے۔"³²

نظم قرآن میں سیاق و سباق بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ علامہ سعیدی آیت کے مفہوم کی وضاحت میں اس کے ماقبل اور مابعد مضمون کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ سورۃ الانبیاء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ"³³

"اے نبی کریم ﷺ! آپ سے پہلے بھی کسی انسان کو دنیا میں دائمی زندگی عطا نہیں کی گئی، تو اگر آپ دنیا سے پردہ فرما جائیں تو کیا دوسرے لوگ ہمیشہ زندہ رہیں گے؟ حقیقت یہ ہے کہ ہر ذی روح کو موت سے دوچار ہونا ہے۔ ہم انسانوں کو کبھی تکلیف اور دشواری کے ذریعے اور کبھی آسائش و خوش حالی کے ذریعے آزماتے ہیں، اور بالآخر ہر ایک کو ہمارے حضور ہی واپس آنا ہے۔"

علامہ سعیدی ان آیات کے ربط کو بیان کرتے ہوئے واضح کرتے ہیں:

"سابقہ مضمون میں رسول اللہ کے بارے میں کفار کے اعتراضات کا ذکر تھا، جس کے بعد ان آیات میں انسانی زندگی کی فنا پذیری اور موت کی عمومی

حقیقت بیان کی گئی ہے۔ یوں آیات کا مضمون ایک مربوط تسلسل کے ساتھ

آگے بڑھتا ہے۔³⁴

نظم قرآن کے اہم پہلوؤں میں سے ایک پہلو یہ ہے کہ اس کے ذریعے آیت کا درست مفہوم متعین کرنے میں مدد ملتی ہے۔ کسی آیت کو اس کے سیاق سے جدا کر کے دیکھا جائے تو اس کے مفہوم کے بارے میں غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے، لیکن جب اسے ماقبل و مابعد آیات کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو قرآن کے اصل مدعا کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ اسی لیے امام زرکشی فرماتے ہیں:

"باہمی ربط کا فائدہ یہ ہے کہ کلام کے اجزاء ایک دوسرے سے مضبوطی کے

ساتھ جڑ جاتے ہیں اور پورا کلام ایک مضبوط اور مربوط عمارت کی مانند بن

جاتا ہے۔³⁵

علامہ سعیدی کے ہاں نظم قرآن قرآنی استدلال اور مضمون کے تسلسل کو سمجھنے میں بھی معاون ہے۔ قرآن کریم مختلف مقامات پر پہلے عقیدہ یا اصول بیان کرتا ہے، پھر اس کے دلائل پیش کرتا ہے اور اس کے بعد اس سے عملی نتائج اخذ کرتا ہے۔ اس ترتیب کو ملحوظ رکھنے سے قرآن کے اسلوب استدلال اور اس کے مقاصد زیادہ واضح ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح نظم قرآن، قرآن کی وحدت مضمون کو نمایاں کرتا ہے۔ قرآن کریم میں توحید، رسالت، آخرت، عبادات، معاملات اور اخلاق جیسے متعدد موضوعات بیان ہوئے ہیں، لیکن یہ تمام موضوعات ایک جامع نظام ہدایت کا حصہ ہیں۔ علامہ سعیدی اپنی تفسیر میں مختلف مقامات پر ان موضوعات کو باہم مربوط کر کے قرآن کے مجموعی پیغام کو واضح کرتے ہیں۔ علامہ سعیدی کے مقدمہ تفسیر سے بھی ان کے علمی منہج کی وسعت واضح ہوتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"انہوں نے اپنی تفسیر میں قدیم مفسرین کی علمی آرا سے بھرپور استفادہ کیا

ہے۔ اس سلسلے میں احکام القرآن، الجامع لأحكام القرآن، البحر المحیط، التفسیر

الکبیر، الدر المنثور اور روح المعانی جیسی اہم تفاسیر ان کے علمی مآخذ میں شامل

ہیں۔ مزید برآں، انہوں نے آیات قرآنی کی تشریح اور مفاہیم کی توضیح کے

لیے احادیث نبویہ اور آثار صحابہ و تابعین کو بھی خاص اہمیت دی ہے۔ اس

طرز عمل سے ان کے تفسیری منہج میں نقلی دلائل، سابقہ مفسرین کی

تحقیقات اور علمی استدلال کے امتزاج کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔³⁶

اس گفتگو سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ علامہ غلام رسول سعیدیؒ کے نزدیک نظم قرآن کا تصور قرآنی آیات اور سورتوں کے مابین پائے جانے والے معنوی مناسبت، موضوعاتی ہم آہنگی، سیاقی تعلق اور استدلالی ترتیب پر مشتمل ہے۔ وہ آیات کی

تشریح کرتے ہوئے ان کے باہمی روابط کو اجاگر کرتے ہیں، جس سے قرآنی تعلیمات کی یکسانیت، مضامین کی مربوط ترتیب اور کلام الہی کے تسلسل کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ ان کے اس تفسیری اسلوب سے نہ صرف آیات کے مفاہیم کی درست تفہیم میں مدد ملتی ہے، بلکہ قرآن مجید میں پیش کردہ دلائل کی ترتیب اور اس کے جامع نظام ہدایت کی حکمتیں بھی واضح ہوتی ہیں۔ چنانچہ تبیان القرآن میں نظم قرآن کو محض ادبی حسن یا اسلوب بیان کے مطالعے تک محدود نہیں رکھا گیا، بلکہ اسے قرآن فہمی اور آیات کی جامع تشریح کے لیے ایک مؤثر علمی و تفسیری بنیاد کے طور پر اختیار کیا گیا ہے۔

علامہ سعیدی کے نزدیک سورتوں کے درمیان باہمی ربط و مناسبت

قرآن کریم کی سورتیں مختلف زمانوں اور متنوع حالات میں نازل ہوئیں، لیکن ان کے موضوعات اور مضامین میں پائی جانے والی مربوط ترتیب، معنوی ہم آہنگی اور حکیمانہ مناسبت اس کے اعجازِ نظم کی نمایاں دلیل ہے۔ سورتوں کے مابین ربط سے مراد وہ تعلق ہے جو ان کے بنیادی موضوعات، مقاصد، آغاز و اختتام یا بیان کردہ تعلیمات کے درمیان پایا جاتا ہے۔ تفسیر تبیان القرآن کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ غلام رسول سعیدیؒ قرآنی سورتوں کو الگ الگ مضامین کا مجموعہ سمجھنے کے بجائے انہیں قرآن مجید کے جامع پیغام کے تناظر میں دیکھتے ہیں اور ان کے باہمی تعلق کو واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے تفسیری اسلوب میں سورت کے مرکزی مضمون اور اس کے بنیادی مقصد کو خاص اہمیت حاصل ہے، کیونکہ بعض اوقات ایک سورت میں کسی عقیدے یا اصول کا بنیادی تعارف پیش کیا جاتا ہے، جبکہ اس کے بعد آنے والی سورت اسی موضوع کو مزید وضاحت، تفصیل یا کسی نئے زاویے سے بیان کرتی ہے۔ اس ترتیب سے قرآنی تعلیمات کا تسلسل برقرار رہتا ہے اور مختلف سورتوں میں بیان کردہ مضامین کی باہمی وحدت اجاگر ہوتی ہے۔ اس اصول کی وضاحت سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کے باہمی تعلق سے بھی کی جاسکتی ہے، جہاں پہلی سورت میں ہدایت کی طلب اور صراطِ مستقیم کی دعابیان ہوتی ہے، جبکہ دوسری سورت کے آغاز میں قرآن مجید کو اہل تقویٰ کے لیے سرچشمہ ہدایت قرار دے کر اس دعا کے جواب اور مطلوبہ رہنمائی کی جانب توجہ دلائی جاتی ہے۔ سورۃ الفاتحہ میں بندہ اللہ سے دعا کرتا ہے:

"اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" ³⁷

"ہمیں سیدھے راستے پر قائم رکھ۔ ان لوگوں کے راستے پر جن پر تونے

انعام فرمایا۔"

اس کے فوراً بعد سورۃ البقرہ کا آغاز قرآن کو ایسی کتاب قرار دے کر ہوتا ہے جو متقین کے لیے ہدایت ہے:

"ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ" ³⁸

"یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں، پرہیزگاروں کے لیے ہدایت

ہے۔"

ان دونوں مقامات کو باہم دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ سورۃ الفاتحہ میں ہدایت کی طلب ہے اور سورۃ البقرہ کے آغاز میں اسی ہدایت کے منبع کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔ اس طرح پہلی سورت کا اختتامی مضمون دوسری سورت کے ابتدائی مضمون سے معنوی مناسبت پیدا کرتا ہے۔ یہی وہ باہمی ربط ہے جو سورتوں کے نظم کو سمجھنے میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ اسی طرح سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران کے درمیان بھی موضوعاتی مناسبت نمایاں ہے۔ سورۃ البقرہ میں بنی اسرائیل، ان کی عہد شکنی، احکام شریعت اور امت مسلمہ کی ذمہ داریوں کا تفصیلی ذکر ملتا ہے، جبکہ سورۃ آل عمران میں اہل کتاب کے ساتھ مسلمانوں کے تعلق، توحید، حق و باطل کے امتیاز اور دین پر ثابت قدمی کے مضامین کو مزید آگے بڑھایا گیا ہے۔ سورۃ آل عمران کے آغاز میں اللہ فرماتا ہے:

"اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ. نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنزَلَ التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ." ³⁹

" اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا اور تمام مخلوقات کے نظام کو برقرار رکھنے والا ہے۔ اسی نے آپ ﷺ پر یہ کتاب سچائی کے ساتھ اتاری، جو سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، اور اسی ذات نے اس سے پہلے تورات اور انجیل بھی نازل فرمائی تھیں۔ "

یہاں قرآن کریم اور سابقہ آسمانی کتابوں کے تعلق کو بیان کیا گیا ہے، جو سورۃ البقرہ میں اہل کتاب اور ان کے طرز عمل کے بیان کے ساتھ معنوی مناسبت رکھتا ہے۔ علامہ سعیدی اپنی تفسیر میں ان مضامین کو تفصیلی انداز میں بیان کرتے ہوئے قرآن کے عقائد، اہل کتاب کے موقف اور اسلام کی حقانیت کو باہم مربوط کرتے ہیں۔ ⁴⁰

سورتوں کے باہمی ربط کا ایک اہم پہلو فوائخ سور اور خواتم سور کی مناسبت بھی ہے۔ قرآن کریم کی متعدد سورتوں میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک سورت کا اختتام جس مضمون پر ہوتا ہے، اگلی سورت کا آغاز اسی مضمون کو کسی نئے زاویے سے آگے بڑھاتا ہے۔ امام زerkشی فرماتے ہیں:

"جب ہر سورت کے آغاز پر غور کیا جائے تو وہ اپنے سے پہلے سورت کے

اختتام کے ساتھ انتہائی مناسب اور مربوط نظر آتا ہے۔" ⁴¹

یہ نکتہ علامہ غلام رسول سعیدیؒ کے طرز تفسیر کی تفہیم میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ وہ کسی سورت کی تشریح کرتے ہوئے اس کے ابتدائی مضمون، اس سے قبل نازل یا مذکور سورت کے ساتھ تعلق اور کلام کے سیاقی پس منظر کو پیش نظر رکھتے ہیں، جس کے نتیجے میں سورت کے بنیادی موضوع اور اس کے مقصود کی وضاحت بہتر انداز میں ہوتی ہے۔ اس طریقہ کار میں ہر سورت کو قرآن مجید کے مجموعی پیغام سے وابستہ ایک مستقل مگر مربوط اکائی کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔ سورتوں کے

باہمی تعلق کا ایک اہم پہلو ایمان اور عملی زندگی کے درمیان وابستگی بھی ہے۔ قرآن کریم میں کہیں بنیادی اعتقادی تعلیمات بیان کی گئی ہیں تو کہیں ان عقائد کے عملی نتائج اور تقاضوں کو تفصیل سے سمجھایا گیا ہے۔ اس اسلوب سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اسلامی تعلیمات میں عقیدہ اور عمل ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ علامہ سعیدیؒ مختلف سورتوں کی تشریح کے دوران عقائد، عبادات، اخلاقی اقدار اور معاشرتی ہدایات کے مابین تعلق کو نمایاں کرتے ہیں، تاکہ قرآن کے پیش کردہ مکمل نظام زندگی کو سمجھا جاسکے۔ مزید برآں، سورتوں کے مابین معنوی مناسبت قرآن مجید کے بنیادی مقصد، یعنی انسان کی فکری و عملی رہنمائی، کو سمجھنے میں بھی معاون ثابت ہوتی ہے۔ قرآن کریم کی مختلف سورتیں توحید، درست عقیدے، صالح اعمال اور اخروی فلاح جیسے بنیادی مقاصد کو مختلف موضوعات اور اسالیب کے ذریعے واضح کرتی ہیں۔ بظاہر ان سورتوں کے موضوعات میں فرق دکھائی دیتا ہے، لیکن ان کے مضامین کا گہرا مطالعہ اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ تمام سورتیں انسان کو ہدایت کی راہ دکھانے کے ایک مشترک مقصد سے وابستہ ہیں۔

علامہ سعیدی کے مقدمہ تفسیر سے ان کے وسیع تفسیری منہج کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ وہ قدیم و جدید تفاسیر سے استفادہ کرتے ہوئے قرآن کے معانی کو واضح کرتے ہیں اور خصوصاً احادیث و آثار، فقہی اقوال اور سابقہ مفسرین کی آراء کو سامنے رکھتے ہیں۔⁴² یہ پس منظر اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ علامہ سعیدی کے نزدیک سورتوں کے درمیان باہمی ربط و مناسبت قرآن کریم کے مجموعی نظم کا ایک اہم پہلو ہے۔ ان کے تفسیری اسلوب میں سورت کے مرکزی مضمون، سابقہ سورت سے تعلق، فوارج و خواتم کی مناسبت، عقائد و اعمال کی باہمی وابستگی اور قرآن مجید کے مجموعی مقصد ہدایت کو سامنے رکھا جاتا ہے۔

نظم کے اثبات میں علامہ سعیدی کے اصول استدلال

تفسیر تبیان القرآن کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ علامہ غلام رسول سعیدی نے قرآن مجید کی آیات کے مابین نظم و مناسبت کی وضاحت کرتے ہوئے محض ذاتی رائے یا قیاسی توجیہات پر انحصار نہیں کیا، بلکہ اس مقصد کے لیے متعدد علمی و تفسیری ذرائع کو بنیاد بنایا ہے۔ ان کے طرز استدلال میں آیات کے سیاق و سباق، باہمی ربط، اسباب نزول، دیگر قرآنی مقامات، احادیث نبویہ، آثار سلف، لغوی و نحوی شواہد اور سابقہ مفسرین کی تحقیقات کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ ان علمی بنیادوں کی مدد سے وہ آیات کے درمیان موجود معنوی مناسبت، موضوعاتی تسلسل اور استدلالی تعلق کو واضح کرتے ہیں۔ اس طریقہ تفسیر سے قرآنی مضامین کی باہمی وابستگی کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے اور یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ قرآن مجید کی آیات کو ان کے مجموعی تناظر میں دیکھنا، ان کے صحیح مفہوم اور مقصد تک رسائی کے لیے اہم ہے۔ یوں علامہ سعیدی کے ہاں نظم قرآن کا بیان مختلف علمی شواہد اور تفسیری اصولوں سے مربوط دکھائی دیتا ہے، جو ان کے منہج تفسیر کی ایک قابل توجہ خصوصیت ہے۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

اول: سیاق و سباق سے استدلال

علامہ سعیدی کے ہاں نظم قرآن کے اثبات کا اہم ترین اصول سیاق و سباق ہے۔ وہ کسی آیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے اس سے قبل نازل یا بیان ہونے والی آیات کے مضمون کو سامنے رکھتے ہیں اور پھر موجودہ آیت کے تعلق کو واضح کرتے ہیں۔ مثلاً سورۃ آل عمران کی آیت:

"وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلُؤُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ" ⁴³

"اور بے شک ان میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو کتاب پڑھتے ہوئے اپنی

زبانوں کو مروڑتے ہیں۔"

کے تحت علامہ سعیدی واضح کرتے ہیں:

"سابقہ آیات میں یہودی عہد شکنی کا ذکر تھا، جبکہ اس آیت میں ان کی زیادہ

بڑی گمراہی، یعنی کتاب الہی میں تحریف، بیان کی گئی ہے۔ اس طرح سابقہ

اور موجودہ آیت کے درمیان معنوی تسلسل ثابت کیا گیا ہے۔" ⁴⁴

دوم: شان نزول سے استدلال

علامہ سعیدی نظم آیات کے تعین میں شان نزول کو بھی اہم قرینہ قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک کسی آیت کے نزول پس منظر کو سمجھنے سے اس کے ماقبل و مابعد مضمون کے ساتھ تعلق واضح ہو سکتا ہے۔ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ قرآن کی بعض آیات کسی خاص سوال، واقعے یا حادثے کے جواب میں نازل ہوئیں، جبکہ بہت سی آیات کسی خاص واقعے کے بغیر نازل ہوئیں، تاہم وہ اپنے سیاق و سباق کے ساتھ مربوط ہوتی ہیں۔ ⁴⁵

سوم: تفسیر قرآن بالقرآن

نظم کے اثبات میں علامہ سعیدی ایک آیت کے مفہوم کی وضاحت کے لیے دوسری متعلقہ قرآنی آیات کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ اس طریقے سے مختلف مقامات پر منتشر مضامین کو باہم مربوط کر کے قرآن کے جامع مفہوم کو سامنے لایا جاتا ہے۔ ان کے تفسیری منہج کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ مسائل کے حل میں وہ پہلے قرآنی دلائل پیش کرتے ہیں، پھر احادیث اور آثار کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ علامہ سعیدی کی تفسیر کی میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ ذیل میں اس کی صرف مثالیں ذکر کی جارہی ہیں:

۱۔ علامہ سعیدی کی تفسیر قرآن میں تفسیر قرآن بالقرآن کی ایک نہایت واضح اور اہم مثال سورۃ الانعام کی آیت 82 کی تفسیر میں ملتی ہے۔ اللہ ارشاد فرماتا ہے:

"الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ

"جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہیں ملایا،

یہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔"

اس آیت مبارکہ میں لفظ "بِظُلْمٍ" وارد ہوا ہے، جس کا ظاہری مفہوم وسیع ہے اور اس میں انسان کی طرف سے اپنے اوپر، دوسرے افراد پر یا دیگر گناہوں کے ارتکاب کے ذریعے ہونے والی زیادتی بھی شامل ہو سکتی ہے۔ اسی عمومی مفہوم کے پیش نظر صحابہ کرامؓ کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوا کہ اگر یہاں ظلم سے مراد ہر قسم کی نافرمانی اور گناہ ہے تو پھر کون ایسا شخص ہو گا جو اس سے مکمل طور پر محفوظ رہا ہو؟ اس سوال کا جواب رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید کی ایک دوسری آیت کی روشنی میں عطا فرمایا، جس سے ایک قرآنی آیت کے مفہوم کو دوسری آیت کے ذریعے واضح کرنے کی اہمیت نمایاں ہوتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے اس کے مفہوم کے متعلق اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ "الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ" تو صحابہ کرامؓ پر یہ بات گراں گزری اور انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم میں سے کون ایسا ہے جو اپنے نفس پر ظلم نہ کرتا ہو؟ رسول اللہؐ نے فرمایا:

"یہاں ظلم سے وہ عام زیادتی مراد نہیں جس کا تم نے مفہوم سمجھا ہے، بلکہ

اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے۔ کیا تم نے قرآن

مجید میں حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو کی گئی نصیحت نہیں پڑھی،

جس میں انہوں نے فرمایا کہ اے میرے پیارے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ

کسی کو شریک نہ بنانا، کیونکہ شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے۔"47

یہی حدیث صحیح مسلم میں بھی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے:

"جب یہ قرآنی آیت نازل ہوئی کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اپنے

ایمان کو ظلم کی آمیزش سے پاک رکھا، تو اس کا مفہوم صحابہ کرامؓ کے لیے

باعث تشویش بن گیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض

کیا کہ ہم میں سے کون ایسا ہے جس سے اپنی ذات کے حق میں کوئی کوتاہی یا

زیادتی سرزد نہ ہوئی ہو؟ اس پر نبی کریم ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ اس

آیت میں ظلم سے مراد عام گناہ یا نفس پر زیادتی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے

ساتھ شرک کرنا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت لقمان علیہ السلام کی اس

نصیحت کی طرف توجہ دلائی جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کرتے ہوئے فرمایا تھا

کہ اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، کیونکہ
شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے۔" ⁴⁸

اس حدیث میں رسول اللہ نے سورۃ الانعام کی آیت 82 میں موجود لفظ ظلم کی تشریح سورۃ لقمان کی آیت 13 سے فرمائی
ہے، جس میں اللہ ارشاد فرماتا ہے:

"وَإِذْ قَالَ لُقْمَنُ لِبْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَبْنِي لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ
الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ" ⁴⁹

"اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: اے میرے بیٹے!

اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔"

اس قرآنی توضیح کی روشنی میں واضح ہو جاتا ہے کہ سورۃ الانعام کی آیت 82 میں "بِظُلْمٍ" سے مراد ہر معمولی گناہ یا ہر قسم کا
ظلم نہیں بلکہ اس مقام پر بالخصوص شرک مراد ہے، کیونکہ قرآن مجید نے خود شرک کو "ظُلْمٌ عَظِيمٌ" یعنی "بہت بڑا
ظلم" قرار دیا ہے۔ علامہ سعیدی اس مقام پر اسی مفہوم کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سورۃ الانعام کی اس آیت میں ظلم
سے مراد شرک ہے اور اس کے ذریعے یہ واضح ہوتا ہے کہ حقیقی امن اور ہدایت ان اہل ایمان کے لیے ہے جن کا ایمان
شرک کی آمیزش سے محفوظ ہو۔ ⁵⁰

اس مثال میں تفسیر قرآن بالقرآن کا اصول نہایت واضح انداز میں سامنے آتا ہے، کیونکہ سورۃ الانعام میں ظلم کا ذکر اجمالی
انداز میں ہوا، جبکہ سورۃ لقمان میں اسی ظلم کی ایک خاص اور بنیادی صورت کی صراحت کر دی گئی کہ شرک ظلم عظیم
ہے۔ مزید یہ کہ رسول اللہ نے بھی صحابہ کرامؓ کے سوال کے جواب میں اسی قرآنی آیت کو پیش کر کے سورۃ الانعام کے
مفہوم کی وضاحت فرمائی۔ اس طرح یہاں تین سطحوں پر مفہوم واضح ہوتا ہے: پہلی سطح پر سورۃ الانعام کی آیت "وَلَمْ
يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ" ہے، دوسری سطح پر سورۃ لقمان کی آیت "إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ" ⁵¹ ہے اور تیسری سطح
پر رسول اللہ کی مذکورہ تشریح ہے کہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ سعیدی کے ہاں
آیت کے مفہوم کو متعین کرنے کے لیے قرآن مجید کی دوسری متعلقہ آیات کو سامنے رکھنا ایک اہم تفسیری اصول ہے۔
یہی طرز استدلال تیسرے قرآن میں نظم قرآن اور آیات کے باہمی ربط کو بھی نمایاں کرتا ہے۔ ⁵² مزید یہ کہ اسی موضوع
کی تکمیل سورۃ الانعام کی اگلی آیات سے بھی ہوتی ہے۔ اللہ انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرنے کے بعد فرماتا ہے:

"وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ" ⁵³

"اور اگر وہ شرک کرتے تو جو کچھ وہ عمل کرتے تھے وہ سب ان سے ضائع

ہو جاتا۔"

علامہ سعیدی اس آیت کی تفسیر میں اس پہلو کو واضح کرتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام سے شرک کا صدور ممکن نہیں، بلکہ اس اسلوب میں امتوں کو شرک کی سنگینی اور اس کے تباہ کن انجام سے آگاہ کیا گیا ہے۔ وہ اس مقام پر بیان کرتے ہیں کہ جب بالفرض انبیاء علیہم السلام سے بھی شرک کی صورت میں اعمال کے جبط کا ذکر کیا گیا تو عام لوگوں کے لیے شرک کی قباحیت اور ہلاکت کا اندازہ بدرجہ اولیٰ ہو سکتا ہے۔⁵⁴

سورۃ الانعام میں ظلم کے اجمالی مفہوم کو سورۃ لقمان میں شرک کی صریح تعبیر سے واضح کیا گیا، پھر رسول اللہ نے بھی اسی قرآنی آیت کو دلیل بنا کر صحابہ کرامؓ کے اشکال کو رفع فرمایا۔ اس سے علامہ سعیدی کے منہج تفسیر کا یہ اہم پہلو سامنے آتا ہے کہ وہ قرآن مجید کی آیات کو باہم مربوط کر کے ان کے مفاہیم کی تعیین کرتے ہیں اور ایک مقام کے اجمال کو دوسرے مقام کی تفصیل سے واضح کرتے ہیں۔ یہی طرز استدلال ان کے منہج تفسیر میں ربط آیات، نظم قرآن اور تفسیر قرآن بالقرآن کے باہمی تعلق کو نمایاں کرتا ہے۔

۲۔ تفسیر قرآن بالقرآن کی دوسری نہایت واضح مثال سورۃ الفاتحہ کی آیت "اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" کی تفسیر میں ملتی ہے۔ اللہ ارشاد فرماتا ہے:

"اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ - صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔"⁵⁵

"ہمیں سیدھے راستے پر قائم رکھ، ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام

فرمایا، نہ ان لوگوں کے راستے پر جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کے

راستے پر۔"

یہاں "الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ"⁵⁶ کا ذکر اجمالی انداز میں کیا گیا ہے، لیکن یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کے انعام یافتہ بندے کون ہیں اور صراط مستقیم سے مراد کن لوگوں کا راستہ ہے؟ قرآن مجید ہی کی ایک دوسری آیت اس اجمال کی نہایت جامع وضاحت کرتی ہے۔ اللہ سورۃ النساء میں ارشاد فرماتا ہے:

"وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ

مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ

أُولَٰئِكَ رَفِيقًا۔"⁵⁷

"جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی پیروی اختیار

کرے گا، اسے قیامت کے دن ان برگزیدہ ہستیوں کی رفاقت نصیب ہوگی

جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا خصوصی فضل و انعام فرمایا ہے۔ ان مقرب بندوں

میں انبیائے کرام، صدیقین، شہداء اور نیکوکار لوگ شامل ہیں، اور ان کی

صحت و رفاقت یقیناً بہترین رفاقت ہے۔"

اس طرح سورۃ الفاتحہ میں "الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ"⁵⁸ کے ذریعے جن لوگوں کا اجمالی ذکر کیا گیا ہے، سورۃ النساء کی آیت 69 میں ان کی تفصیل بیان کر دی گئی ہے۔ یہ تفسیر قرآن بالقرآن کی ایک نہایت واضح صورت ہے، کیونکہ ایک آیت میں موجود مجمل تعبیر کو قرآن مجید کی دوسری آیت نے خود واضح کر دیا ہے۔

علامہ سعیدی نے تبيان القرآن میں سورۃ الفاتحہ کی تفسیر کے ضمن میں اسی قرآنی ربط کو نمایاں کیا ہے۔ وہ "صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" کی تشریح کرتے ہوئے انعام یافتہ لوگوں کی تفصیل کے لیے سورۃ النساء کی آیت "فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ"⁵⁹ کو پیش کرتے ہیں۔⁶⁰

اس مقام پر تفسیر قرآن بالقرآن کا اصول صرف دو آیات کے لفظی تقابل تک محدود نہیں بلکہ دونوں آیات کے معنوی ربط کو بھی واضح کرتا ہے۔ سورۃ الفاتحہ میں بندہ اللہ سے روزانہ نماز کے اندر یہ دعا کرتا ہے "اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ"⁶¹ یعنی اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ "پھر اسی دعا کی وضاحت کرتے ہوئے کہا جاتا ہے "صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ"⁶² یعنی ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔" اس سے معلوم ہوا کہ صراط مستقیم محض ایک مجرد نظری تصور نہیں بلکہ ایسا عملی راستہ ہے جس پر اللہ کے برگزیدہ بندے گامزن رہے ہیں۔ سورۃ النساء اس مفہوم کو مزید واضح کرتے ہوئے انعام یافتہ لوگوں کی چار بنیادی جماعتیں بیان کرتی ہے، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ یوں سورۃ الفاتحہ میں طلب ہدایت اور سورۃ النساء میں اہل ہدایت دونوں ایک دوسرے سے مربوط ہو جاتے ہیں۔ اس قرآنی توضیح سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صراط مستقیم دراصل اطاعت الہی اور اطاعت رسول کا راستہ ہے، کیونکہ سورۃ النساء کی آیت 69 میں انعام یافتہ لوگوں کا ذکر کرنے سے پہلے اللہ فرماتا ہے:

"وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ"⁶³

"اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے۔"

سورۃ الفاتحہ میں جس راستے پر چلنے کی دعا کی گئی ہے، سورۃ النساء بتاتی ہے کہ اس راستے کی عملی بنیاد اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت ہے۔ جو شخص اس اطاعت کو اختیار کرتا ہے وہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے راستے سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ علامہ سعیدی کے تفسیری منہج میں اس طرح مختلف آیات کو باہم مربوط کر کے ایک جامع قرآنی تصور اخذ کیا جاتا ہے۔⁶⁴

اسی مضمون کی مزید تائید قرآن مجید کے ایک اور مقام سے ہوتی ہے جہاں اللہ فرماتا ہے:

"أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَءِيلَ

"یہ تمام برگزیدہ ہستیاں ان لوگوں میں شامل ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نوازا۔ ان میں حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے تعلق رکھنے والے انبیاء، حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کیے جانے والے اہل ایمان، نیز حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب علیہما السلام کی اولاد میں سے منتخب بندے شامل ہیں۔ ان کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سے ایسے لوگوں کو ہدایت سے سرفراز فرمایا اور اپنے قرب کے لیے چن لیا۔"

اس آیت میں بھی اللہ کے انعام یافتہ لوگوں کا ذکر آیا ہے اور ان کے نمایاں اوصاف میں ہدایت، انتخاب اور اللہ کے سامنے خشوع و خضوع کو بیان کیا گیا ہے۔ اس سے سورۃ الفاتحہ کے "صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ"⁶⁶ کے مفہوم کو مزید وسعت اور وضاحت ملتی ہے۔ اس مثال سے واضح ہوتا ہے کہ علامہ سعیدی کے تبيان القرآن میں تفسیر قرآن بالقرآن کا منہج آیات کے باہمی ربط اور قرآنی مفہیم کی توضیح کے لیے نہایت مؤثر انداز میں استعمال ہوا ہے۔ لہذا تبيان القرآن میں یہ مثال اس امر کی نمایاں دلیل ہے کہ علامہ سعیدی قرآن مجید کی ایک آیت کو سمجھنے کے لیے اس کے ہم مضمون اور متعلقہ مقامات کو سامنے رکھتے ہیں اور یوں قرآن کو قرآن سے سمجھنے اور اس کے داخلی ربط کو نمایاں کرنے کا منہج اختیار کرتے ہیں۔ یہ طرز تفسیر ان کے منہج میں تفسیر قرآن بالقرآن، نظم قرآن اور ربط آیات کے باہمی تعلق کو واضح کرتا ہے۔

چہارم: احادیث و آثار سے استدلال

علامہ سعیدی نظم اور مفہوم کی تعیین میں احادیث نبویہ اور آثار صحابہ و تابعین سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔ وہ خود لکھتے ہیں:

"میری حتی المقدور یہ کوشش رہی ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر بیان کرتے وقت کثرت سے احادیث نبویہ اور آثار سلف کو شامل کیا جائے، تاکہ قرآنی آیات کے مفہیم کو احادیث و روایات کی روشنی میں زیادہ وضاحت اور جامعیت کے ساتھ پیش کیا جاسکے۔"⁶⁷

مثال کے طور پر علامہ سعیدی آیت "وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ"⁶⁸ کے تحت حضرت ابن عباسؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کے آثار نقل کر کے یہ واضح کرتے ہیں کہ آیت میں ایسے شخص کے لیے فدیہ کا حکم بیان ہوا ہے جو روزہ رکھنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو، خصوصاً بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت۔ اس سلسلے میں وہ احادیث و آثار کو جمع کرتے، ان کے مصادر

کی تخریج بیان کرتے اور پھر ان سے آیت کے مفہوم پر استدلال کرتے ہیں۔ اس مقام پر انہوں نے دو احادیث اور تیرہ آثار صحابہ ذکر کیے ہیں۔⁶⁹ اس میں محض حدیث نقل نہیں کی گئی بلکہ احادیث اور آثار صحابہ کو آیت کے مفہوم کی تعیین اور فقہی مسئلے کے استدلال کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

پنجم: بعید تاویلات سے اجتناب

نظم کے اثبات میں علامہ سعیدی کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ وہ محض تکلف سے پیدا کیے گئے روابط کو قبول نہیں کرتے۔ وہ سابقہ مفسرین کے علمی نکات سے استفادہ کرتے ہیں، لیکن جو نکات بہت بعید یا دور از کار تاویلات پر مبنی ہوں، انہیں ترک کرتے ہیں۔ یہ اصول نظم کے اثبات کو اعتدال اور علمی احتیاط فراہم کرتا ہے۔⁷⁰

مثلاً بعید تاویلات سے اجتناب کے سلسلے میں علامہ سعیدی کی تفسیر کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ وہ قرآن کریم کے الفاظ کو بلا ضرورت بعید معانی پر محمول کرنے کے بجائے سیاق، لغت، احادیث اور اقوال مفسرین کی روشنی میں قریب تر اور واضح مفہوم اختیار کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورۃ آل عمران کی آیت "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ"⁷¹ کے تحت بعض اہل علم کی طرف سے اس آیت کو منسوخ قرار دینے کے بجائے علامہ سعیدی اس کی ظاہری دلالت کو برقرار رکھتے ہیں اور حضرت ابن عباسؓ کے مفہوم کی تائید کرتے ہوئے واضح کرتے ہیں کہ اللہ سے کماحقہ تقویٰ اختیار کرنے کا مطلب تمام گناہوں سے اجتناب اور احکام شرعیہ پر اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرنا ہے۔ وہ آیت کو منسوخ قرار دینے کی تاویل کو قبول نہیں کرتے، بلکہ "فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ"⁷² کو پہلی آیت کے منافی نہیں سمجھتے؛ کیونکہ دونوں آیات میں کوئی حقیقی تعارض نہیں۔ اس طرح وہ غیر ضروری تاویل کے بجائے آیات کے باہمی توافق اور ظاہری مفہوم کو ترجیح دیتے ہیں۔⁷³

ششم: لغوی و نحوی قرائن

علامہ سعیدی آیات کے باہمی ربط کو واضح کرنے کے لیے الفاظ کے لغوی مفہوم، نحوی ترکیب اور جملوں کی ساخت سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ اس طریقے سے وہ یہ واضح کرتے ہیں کہ ایک آیت کا لفظی اور نحوی ڈھانچہ اس کے سابقہ یا مابعد مضمون سے کس طرح مربوط ہے۔ علامہ سعیدی کے ہاں نظم کے اثبات کا منہج جامع اور کثیر الجہات ہے۔ وہ سیاق و سباق، شان نزول، قرآن کی باہمی تفسیر، احادیث و آثار، لغت و نحو اور معتبر تفسیری اقوال کو سامنے رکھ کر آیات کے ربط کو ثابت کرتے ہیں، جبکہ بے تکلف اور بعید مناسبتوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ یہی اعتدال ان کے تفسیری منہج کو مضبوط علمی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

مثال کے طور پر علامہ سعیدی کے منہج تفسیر میں لغوی و نحوی قرائن کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ وہ کسی آیت کے مفہوم کی تعیین کے لیے الفاظ کے لغوی معنی، عربی اسلوب اور نحوی ترکیب کو سامنے رکھتے ہیں۔ اس کی ایک مثال سورۃ الفاتحہ کی

آیت "الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ" ⁷⁴ کی تفسیر میں ملتی ہے۔ علامہ سعیدی لفظ "الحمد" کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ حمد کسی اختیاری خوبی اور کمال پر زبان سے ثنا کرنے کو کہتے ہیں، جبکہ شکر کا تعلق بالخصوص نعمت کے اعتراف سے ہے۔ اسی طرح وہ نحوی اعتبار سے "لله" کو جار و مجرور قرار دے کر اس کا تعلق محذوف خبر سے بیان کرتے ہیں، جس سے یہ مفہوم سامنے آتا ہے کہ تمام حمد و ثنا اللہ ہی کے لیے مخصوص ہے۔ اس طرح انہوں نے آیت کے مفہوم کی وضاحت میں لغوی معنی اور نحوی ترکیب دونوں سے استدلال کیا ہے۔ ⁷⁵

ہفتم: آثارِ صحابہ و تابعین سے استفادہ

علامہ سعیدی قرآن کی تشریح میں صحابہ کرامؓ اور تابعین کے منقول اقوال کو بھی اہمیت دیتے ہیں، کیونکہ یہ اقوال قرآن کے نزولی ماحول، عربی زبان کے استعمال اور ابتدائی اسلامی فہم کی ترجمانی کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر روزے سے متعلق آیات کی تفسیر میں انہوں نے متعدد احادیث کے ساتھ آثارِ صحابہ بھی نقل کیے ہیں، جس سے ان کے منہج تفسیر میں آثار کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

علامہ سعیدی کے منہج تفسیر کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ قرآن کریم کی تشریح کے لیے آثارِ صحابہ کرامؓ اور اقوال تابعین رحمہم اللہ سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔ اس کی ایک مثال سورۃ البقرۃ کی آیت "وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيفُونَهُ فِذْيَةُ طَعَامٍ مِّنْكَ" ⁷⁶ کی تفسیر میں ملتی ہے۔ علامہ سعیدی اس آیت کے تحت حضرت ابن عباسؓ کا اثر نقل کرتے ہیں کہ یہ حکم بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کے لیے ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے؛ وہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔ اسی مقام پر وہ دیگر صحابہ کرامؓ کے آثار بھی نقل کرتے ہیں اور ان سے آیت کے مفہوم اور حکم کی وضاحت کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ سعیدی تفسیر قرآن میں صرف مرفوع احادیث ہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ آثارِ صحابہ اور اقوال تابعین کو بھی تفسیری قرینہ اور استدلال کا ذریعہ بناتے ہیں۔ ⁷⁷

ہشتم: اقوالِ مفسرین سے استفادہ

علامہ سعیدی نے متقدمین و متاخرین مفسرین کے علمی ذخیرے سے وسیع استفادہ کیا ہے۔ وہ خود لکھتے ہیں:

"قدیم مفسرین نے قرآن مجید کی تفسیر میں جو علمی مباحث اور دقیق نکات

پیش کیے ہیں، ان سے میں نے حسبِ ضرورت استفادہ کیا ہے، تاہم ایسی

تشریحات اور تاویلات کو شامل کرنے سے گریز کیا ہے جو مفہومِ آیت سے

بہت بعید ہوں یا جن کی توجیہ غیر ضروری تکلف پر مبنی ہو۔" ⁷⁸

اسی طرح وہ بیان کرتے ہیں کہ

"انہوں نے اپنی تفسیر میں قدیم تفسیری ذخیرے سے نمایاں استفادہ کیا،

خصوصاً احکام القرآن، الجامع لاحکام القرآن، البحر المحیط، التفسیر الکبیر، الدر المنثور اور روح المعانی ان کے اہم علمی مراجع میں شامل ہیں۔ ان کے علاوہ انہوں نے جدید دور کی متعدد تفاسیر سے بھی رجوع کیا اور ان میں پیش کردہ علمی مباحث، تشریحات اور تحقیقی آراء سے حسبِ ضرورت فائدہ اٹھایا۔ اس تنوعِ مصادر سے ان کے تفسیری اسلوب میں روایت و درایت، فقہی مباحث، لغوی و نحوی تحقیق اور سابقہ مفسرین کی آراء سے استفادے کے مختلف پہلو سامنے آتے ہیں۔⁷⁹

علامہ سعیدی کے طرزِ تفسیر کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ وہ قرآنی آیات کی تشریح میں قدیم و جدید مفسرین کی علمی تحقیقات کو پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ وہ کسی آیت کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے مختلف اہل تفسیر کی آرا اور ان کے استدلال کو بیان کرتے ہیں، پھر ان اقوال کا باہمی موازنہ کر کے ان کی علمی حیثیت کا جائزہ لیتے ہیں۔ اس تجرباتی عمل کے دوران وہ متعلقہ دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی ترجیح کی بنیاد واضح کرتے ہیں، جس سے قاری کو آیت کے مفہوم اور اس کی مختلف تفسیری جہات کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ یہ طرزِ عمل ان کی تفسیر میں وسعتِ مطالعہ، علمی تنوع اور استدلالی انداز کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کی ایک مثال سورۃ البقرۃ کی آیت "وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً" ⁸⁰ کی تفسیر میں ملتی ہے۔ علامہ سعیدی لفظ "خَلِيفَةً" کی تشریح کرتے ہوئے امام طبری، امام رازی، امام قرطبی اور دیگر مفسرین کی آراء سے استفادہ کرتے ہیں۔ وہ ان مفسرین کے تفسیری اقوال کا جائزہ لے کر اس لفظ کے مفہوم اور اس کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرتے ہیں۔ ان کے بیان سے یہ تصور سامنے آتا ہے کہ انسان کو زمین میں ایک ایسی مخلوق کی حیثیت حاصل ہے جسے ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں اور جسے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ احکام کے مطابق زندگی گزارنی ہے۔ اس انداز سے علامہ سعیدی سابقہ مفسرین کی تحقیقات کو اپنی تشریح و توضیح میں شامل کر کے قرآنی الفاظ کے مفہوم کو زیادہ جامع انداز میں پیش کرتے ہیں۔⁸¹

علامہ سعیدی کا تفسیری منہج جامع اور کثیر المصادر ہے۔ وہ سیاق و سباق سے آیت کا ربط، لغت سے الفاظ کا مفہوم، نحو سے ترکیبی معنی، حدیث سے تشریحِ نبوی، آثار سے سلف کا فہم اور اقوالِ مفسرین سے تفسیری وسعت حاصل کرتے ہیں۔ تاہم ان کا طریقہ محض اقوال جمع کرنے کا نہیں بلکہ ان میں ترجیح دینے کا بھی ہے؛ وہ بعید اور دور از کار تاویلات کو قبول کرنے کے بجائے قرآنی سیاق، حدیثی شواہد اور معتبر علمی اصولوں کی روشنی میں زیادہ مضبوط قول کو اختیار کرتے ہیں۔ یہی جامعیت تبیان القرآن کے تفسیری منہج کو نمایاں علمی خصوصیت عطا کرتی ہے۔

علامہ سعیدی کے منہج کا دیگر محققین کے منہج سے اتفاق و اختلاف

قرآن مجید کے نظم و مناسبت کے موضوع پر امام فخر الدین رازی (پ ۱۱۵۰ء-م ۱۲۱۰ء)، امام برہان الدین بقاعی (پ ۱۲۰۶ء-م ۱۲۸۰ء)، امام جلال الدین سیوطی (پ ۱۴۲۵ء-م ۱۵۰۵ء)، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (پ ۱۷۰۳ء-م ۱۷۶۲ء)، علامہ حمید الدین فراہی (پ ۱۸۶۳ء-م ۱۹۳۰ء) اور مولانا امین احسن اصلاحی (پ ۱۹۰۴ء-م ۱۹۹۷ء) کی خدمات نمایاں ہیں۔ علامہ سعیدی کا منہج تفسیر ان اہل علم سے بعض بنیادی اصولوں میں متفق ہے، تاہم نظم کو استعمال کرنے کے انداز، دائرہ کار اور مصادر استدلال کے اعتبار سے ان کا اپنا امتیازی منہج ہے۔

امام فخر الدین رازی (پ ۱۱۵۰ء-م ۱۲۱۰ء) سے اتفاق و اختلاف

امام فخر الدین رازی (پ ۱۱۵۰ء-م ۱۲۱۰ء) نے آیات کے باہمی ربط و مناسبت کو تفسیر میں خاص اہمیت دی۔ علم مناسبت کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے قرآن کے بہت سے لطائف کو آیات کی ترتیب اور باہمی روابط میں پوشیدہ قرار دیا ہے:

"أكثر لطائف القرآن مودعة في الترتيبات والروابط"⁸²

"قرآن مجید کی اکثر لطیف حکمتیں اور باریک نکات اس کی آیات و سور کی ترتیب اور

باہمی روابط میں پوشیدہ ہیں۔"

علامہ سعیدی بھی آیت کو اس کے سیاق و سباق اور سابقہ مضمون سے مربوط کر کے اس کا مفہوم واضح کرتے ہیں، اس لیے اس پہلو سے وہ امام رازی سے متفق ہیں۔ تاہم امام رازی (پ ۱۱۵۰ء-م ۱۲۱۰ء) کے ہاں عقلی، کلامی اور فلسفیانہ استدلال زیادہ نمایاں ہے، جبکہ علامہ سعیدی کے ہاں نظم کے ساتھ حدیث، آثار، فقہ اور اقوال مفسرین سے استفادہ بھی بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ علامہ سعیدی خود لکھتے ہیں کہ انہوں نے تفسیر کبیر سمیت متعدد متقدم تفاسیر سے استفادہ کیا ہے۔⁸³

علامہ بقاعی (پ ۱۲۰۶ء-م ۱۲۸۰ء) سے اتفاق و اختلاف

علامہ بقاعی (پ ۱۲۰۶ء-م ۱۲۸۰ء) کی تصنیف نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور علم مناسبت پر ایک مستقل اور جامع تفسیری کاوش ہے۔ اس کتاب میں آیات کے ساتھ ساتھ سورتوں کے درمیان بھی معنوی مناسبت کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔⁸⁴ بقاعی (پ ۱۲۰۶ء-م ۱۲۸۰ء) کے نزدیک سورتوں کی ترتیب میں بھی گہری حکمت اور مناسبت موجود ہے۔ ان کی تفسیر بنیادی طور پر اسی مقصد کے لیے معروف ہے کہ وہ ہر سورت اور اس کی آیات کے باہمی تعلق کو واضح کرتی ہے۔⁸⁵ علامہ سعیدی اس اصول میں بقاعی (پ ۱۲۰۶ء-م ۱۲۸۰ء) سے متفق ہیں کہ آیات و سورتوں میں مناسبت موجود ہے، لیکن فرق یہ ہے کہ بقاعی (پ ۱۲۰۶ء-م ۱۲۸۰ء) کے ہاں علم مناسبت تفسیر کی مرکزی بنیاد بن جاتا ہے، جبکہ سعیدی کے ہاں نظم تفسیر کے متعدد اصولوں میں سے ایک اہم اصول ہے۔ سعیدی آیات کے ربط کے ساتھ حدیث، آثار، فقہی مباحث، لغت اور سابقہ تفاسیر کو بھی برابر اہمیت دیتے ہیں۔

امام سیوطی (پ ۱۴۴۵ھ-م ۱۵۰۵ء) سے اتفاق و اختلاف

امام سیوطی (پ ۱۴۴۵ھ-م ۱۵۰۵ء) نے علم مناسبت کو باقاعدہ علمی موضوع کے طور پر بیان کیا اور اس کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

"مناسبت لغت میں مشابہت اور قربت کو کہتے ہیں اور آیات کے درمیان مناسبت

سے مراد ایسا عمومی یا خصوصی ربط ہے جو انہیں باہم مربوط کرتا ہے۔"⁸⁶

علامہ سعیدی کا طریقہ کار اس تصور سے واضح طور پر ہم آہنگ ہے۔ وہ بھی آیات کے درمیان موضوعی، معنوی اور سیاقی ربط تلاش کرتے ہیں۔ تاہم علامہ سیوطی (پ ۱۴۴۵ھ-م ۱۵۰۵ء) نے مناسبت کے اصول کو علوم قرآن کی ایک مستقل بحث کے طور پر مرتب کیا، جبکہ سعیدی نے اسے اپنی عملی تفسیر میں استعمال کیا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (پ ۱۷۰۳ء-م ۱۷۶۲ء) سے اتفاق و اختلاف

شاہ ولی اللہ (پ ۱۷۰۳ء-م ۱۷۶۲ء) نے قرآن فہمی کے لیے قرآن کے اسلوب، مقاصد اور مضامین کے باہمی تعلق کو بنیادی اہمیت دی۔ ان کی کتاب الفوز الکبیر فی اصول التفسیر میں قرآن کے مختلف اسالیب، مقاصد اور اصول تفسیر کو منظم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔⁸⁷ علامہ سعیدی بھی قرآن کے مجموعی مقصد اور آیات کے سیاق کو ملحوظ رکھتے ہیں، اس لیے مقاصدی اور اصولی سطح پر دونوں کے درمیان مناسبت پائی جاتی ہے۔ تاہم شاہ ولی اللہ (پ ۱۷۰۳ء-م ۱۷۶۲ء) کا منہج زیادہ اصولی اور کلی ہے، جبکہ سعیدی کا منہج حدیثی، فقہی، لغوی اور روایتی تفسیری مواد کے وسیع استعمال کی وجہ سے زیادہ جامع اور تفصیلی ہے۔

علامہ حمید الدین فراہی (پ ۱۸۶۳ء-م ۱۹۳۰ء) سے اتفاق و اختلاف

علامہ فراہی (پ ۱۸۶۳ء-م ۱۹۳۰ء) نے نظم قرآن کو اپنے تفسیری فکر کا مرکزی اصول بنایا۔ ان کے نزدیک ہر سورت کا ایک بنیادی مضمون یا عمود ہوتا ہے اور سورت کی تمام آیات اسی مرکزی مضمون سے مربوط ہوتی ہیں۔ ان کا یہ منہج ان کی کتاب نظام القرآن وتأویل الفرقان بالفرقان میں نمایاں ہے۔⁸⁸ علامہ سعیدی اس بات میں فراہی سے متفق ہیں کہ آیات اور سورتوں کے مضامین میں نظم اور ربط پایا جاتا ہے، لیکن بنیادی فرق یہ ہے کہ فراہی (پ ۱۸۶۳ء-م ۱۹۳۰ء) نظم کو تفسیر کا مرکزی محور بناتے ہیں، جبکہ سعیدی نظم کو حدیث، آثار، فقہ، لغت، نحو اور اقوال مفسرین کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے سعیدی کا منہج فراہی کے مقابلے میں زیادہ روایتی اور کثیر المصادر ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحی (پ ۱۹۰۴ء-م ۱۹۹۷ء) سے اتفاق و اختلاف

امین احسن اصلاحی (پ ۱۹۰۴ء-م ۱۹۹۷ء) نے علامہ فراہی (پ ۱۸۶۳ء-م ۱۹۳۰ء) کے نظریہ نظم کو مزید وسعت دے کر اپنی معروف تفسیر تدبر قرآن میں عملی شکل دی۔ ان کے ہاں ہر سورت کا مرکزی عمود، سورت کے مختلف حصوں

کی باہمی مناسبت اور سورتوں کے جوڑوں کا ربط بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔⁸⁹ علامہ سعیدی اور اصلاحی (پ ۱۹۰۴ء-م ۱۹۹۷ء) دونوں سیاق، مضمون اور آیات کے باہمی ربط کو اہم سمجھتے ہیں، لیکن اصلاحی کا منہج نظم اور عمودِ سورت کے گرد زیادہ مرکوز ہے، جبکہ سعیدی کے ہاں نظم کے ساتھ حدیث و آثار، فقہی استدلال، لغوی تحقیق اور متقدمین کے اقوال بھی نمایاں ہیں۔ سعیدی خود لکھتے ہیں کہ انہوں نے احکام القرآن، الجامع لاحکام القرآن، البحر المحیط، تفسیر کبیر، الدر المنثور اور روح المعانی سے استفادہ کیا ہے۔⁹⁰

اس پس منظر سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ سعیدی امام رازی سے آیات کے باہمی ربط اور عقلی مناسبت، علامہ بقاعی سے آیات و سورتوں کی مناسبت، امام سیوطی (پ ۱۴۴۵ء-م ۱۵۰۵ء) سے علم مناسبت کی اصولی اہمیت، شاہ ولی اللہ (پ ۱۷۰۳ء-م ۱۷۶۲ء) سے قرآن کے مقاصد اور کلی نظم، علامہ فراہی (پ ۱۸۶۳ء-م ۱۹۳۰ء) سے نظم سورت اور مرکزی مضمون، اور امین احسن اصلاحی (پ ۱۹۰۴ء-م ۱۹۹۷ء) سے سورتوں کے باہمی ربط کے اصول میں موافقت رکھتے ہیں۔ تاہم ان کا امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے نظم کو حدیث، آثار، فقہ، لغت، نحو اور متقدمین و متاخرین کے تفسیری اقوال کے ساتھ مربوط رکھا۔ چنانچہ علامہ سعیدی کا منہج نظم نہ تو صرف عقلی مناسبت پر قائم ہے، نہ صرف عمودِ سورت پر، بلکہ یہ ایک جامع، روایتی، حدیثی، فقہی اور سیاقی منہج کی صورت اختیار کرتا ہے۔

علامہ سعیدی کے نزدیک نظم قرآن مجید محض ادبی مناسبت ہے یا آیات کے مرکزی مضمون اور مقصد سورت کی تعیین کا ذریعہ بھی

علامہ سعیدی کے تفسیری طریقہ کار میں نظم قرآن کا تصور صرف الفاظ، فقرات اور آیات کے مابین ظاہری یا ادبی مناسبت کی نشان دہی تک محدود نہیں، بلکہ اس سے مراد قرآنی مضامین کی معنوی ہم آہنگی، سیاق و سباق کی رعایت، آیات کے تسلسل اور ہر سورت کے بنیادی مقصد کو سمجھنا بھی ہے۔ ان کے نزدیک کسی آیت کی درست تشریح کے لیے ضروری ہے کہ اسے اس کے پیش و پس کے کلام اور اس کے مجموعی مضمون کی روشنی میں سمجھا جائے، کیونکہ آیت کا مفہوم اس کے سیاق سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ اس نقطہ نظر سے نظم قرآن محض لفظی مشابہت یا ادبی مناسبت کا نام نہیں رہتا، بلکہ آیات کے معانی، موضوعات اور مقاصد کے درمیان پائے جانے والے گہرے ارتباط کی وضاحت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ علامہ سعیدی نے اپنے مقدمہ تفسیر میں اپنے علمی طریق کار کی وضاحت کرتے ہوئے سابقہ مفسرین کی تحقیقات سے استفادے کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے، تاہم وہ ایسی تشریحات اور تاویلات کو ترجیح نہیں دیتے جو مفہوم آیت سے بعید ہوں یا جن کے لیے غیر ضروری تکلف سے کام لینا پڑے۔ ان کا یہ طرز عمل اس امر کی عکاسی کرتا ہے کہ قرآنی آیات کی تشریح میں علمی روایت سے استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ دلائل کی قوت، سیاق کی مناسبت اور مفہوم کی معقولیت کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ ان کے الفاظ ہیں:

"میں نے سابقہ مفسرین کی قرآنی تشریحات اور علمی تحقیقات سے حسبِ ضرورت استفادہ کیا ہے، البتہ ایسی تفسیری آرا اور توجیہات کو اختیار نہیں کیا جو آیات کے اصل مفہوم سے غیر متعلق یا بہت بعید ہوں اور جن کی تائید میں غیر ضروری تاویلات سے کام لینا پڑے۔"⁹¹

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ علامہ سعیدی کے ہاں آیات کے درمیان مناسبت قائم کرنے کا مقصد محض ایک خوب صورت ادبی ربط پیدا کرنا نہیں، بلکہ ایسا ربط اختیار کرنا ہے جو قرآن کے ظاہری سیاق، مضمون اور مقصود کے مطابق ہو۔ اس لیے وہ ایسی مناسبتوں کو ترجیح دیتے ہیں جو قرآنی کلام کے مجموعی مفہوم کو واضح کریں، جبکہ محض تکلف یا دور از کار تاویل پر مبنی مناسبتوں کو قبول نہیں کرتے۔ علامہ سعیدی کے منہج میں سیاق و سباق نظم قرآن کی تفہیم کا بنیادی ذریعہ ہے۔ وہ اس بات کو بھی واضح کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی ہر آیت کے نزول کے پیچھے کسی خاص واقعے یا سوال کا ہونا ضروری نہیں۔ بعض آیات کسی مخصوص سبب نزول کے بغیر بھی نازل ہوئیں، لیکن اس کے باوجود وہ اپنے سیاق و سباق کے ساتھ مربوط ہوتی ہیں۔⁹² یہ تصور اس امر کی واضح دلیل ہے کہ علامہ سعیدی کے نزدیک نظم قرآن کا دائرہ صرف ادبی مناسبت تک محدود نہیں۔ اگر نظم صرف الفاظ اور اسلوب کی خوب صورتی کا نام ہو تا تو سیاق و سباق، مضمون کے تسلسل اور سورت کے مقصد کو اس قدر اہمیت دینے کی ضرورت نہ ہوتی۔ ان کے منہج میں ایک آیت اپنے سابقہ مضمون کو مکمل بھی کر سکتی ہے، کسی نئے مضمون کی تمہید بھی بن سکتی ہے اور پورے سیاق میں کسی خاص مقصد کی تکمیل بھی کر سکتی ہے۔

لہذا علامہ سعیدی کے نزدیک نظم قرآن آیات کے باہمی ادبی ربط سے آگے بڑھ کر ان کے معنوی، موضوعاتی اور مقصدی ارتباط کو دریافت کرنے کا ذریعہ ہے۔ تاہم وہ نظم کے نام پر تکلف، بعید مناسبت اور دور از کار تاویل کے قائل نہیں۔ ان کے ہاں نظم قرآن کی تعیین کے لیے سیاق و سباق، شان نزول، لغت، نحو، حدیث، آثار، اقوالِ مفسرین اور آیات کے مجموعی مضمون کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ علامہ سعیدی کے نزدیک نظم قرآن نہ صرف آیات کے مرکزی مضمون کی تعیین میں معاون ہے بلکہ سورت کے مقصد، اس کے موضوعاتی تسلسل اور قرآن کے پیغام کی مجموعی وحدت کو سمجھنے کا ایک مؤثر تفسیری اصول بھی ہے۔

علامہ سعیدی کے تفسیری اطلاقات سے ان کے نظریہ نظم کی صورت

علامہ سعیدی کے تفسیری اطلاقات کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ان کے نزدیک نظم قرآن محض آیات کے درمیان لفظی، اسلوبی یا ادبی مناسبت کا نام نہیں، بلکہ آیات کے باہمی معنوی ربط، مضمون کے تسلسل، سیاق و سباق اور سورت کے مجموعی مقصد کو سمجھنے کا ایک مؤثر تفسیری اصول ہے۔ تبیان القرآن میں ان کا عملی منہج اس بات کا شاہد ہے کہ وہ کسی آیت کو الگ تھلگ دیکھنے کے بجائے اس کے ماقبل و مابعد مضمون، شان نزول، قرآنی قرائن، احادیث، آثار

اور اقوالِ مفسرین کی روشنی میں اس کا مفہوم متعین کرتے ہیں۔ معاصر مطالعات بھی تیان القرآن کی نمایاں خصوصیات میں ربطِ آیات، شانِ نزول، قرآن سے قرآن کی تفسیر اور حدیث و آثار سے استدلال کو شمار کرتے ہیں۔ علامہ سعیدی کے ہاں سیاق و سباقِ نظم کے تعین کا بنیادی قرینہ ہے۔ وہ اس امر کو واضح کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیات اگرچہ مختلف مواقع پر نازل ہوئی ہوں، تاہم قرآن کے موجودہ نظم میں ان کا باہمی تعلق برقرار رہتا ہے۔ اسی لیے وہ بعض مقامات پر آیت کے مفہوم کو سابقہ آیات کے مضمون سے مربوط کر کے واضح کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک کسی آیت کے صحیح مفہوم تک پہنچنے کے لیے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہ کس مضمون کے بعد آئی ہے اور اس کے بعد آنے والی آیات سے اس کا کیا تعلق ہے۔ یہی طرزِ استدلال ان کے نظریہ نظم کو محض ادبی مناسبت سے بلند کر کے معنوی و موضوعاتی وحدت کی سطح پر لے جاتا ہے۔

علامہ سعیدی لغوی، نحوی اور بلاغی قرائن سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔ کسی لفظ کے متعدد احتمالی معانی میں سے سیاق کے مطابق معنی کا انتخاب بھی دراصل نظم کے اطلاق کی ایک صورت ہے۔ علامہ سعیدی کے تفسیری اطلاقات سے ان کے نظریہ نظم کی جو صورت سامنے آتی ہے، وہ "نظم بہ معنی ادبی مناسبت" سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ ان کے نزدیک نظم قرآن کے فہم میں ایک ایسا جامع اصول ہے جس کے ذریعے آیات کے سیاق و سباق، موضوعاتی تسلسل، معنوی ربط، مقصدِ سورت، شانِ نزول اور مجموعی پیغام کو باہم مربوط کیا جاتا ہے۔ تاہم وہ نظم کے اثبات میں تکلف اور بعید تاویلات سے گریز کرتے ہیں اور اسے قرآن، حدیث، آثار، لغت، نحو اور اقوالِ مفسرین کے مجموعی قرائن سے ثابت کرتے ہیں۔ اس بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان کے نزدیک نظم قرآن آیات کے مرکزی مضمون اور سورت کے مقصد تک رسائی کا ذریعہ ہے، لیکن اس مقصد کی تعیین خود ساختہ ادبی مناسبت کے بجائے معتبر تفسیری قرائن کے ذریعے کی جانی چاہیے۔

علامہ سعیدی کے منہج کی قوتیں، امتیازات اور قابلِ نقد پہلو

الف۔ علامہ سعیدی کے منہج کی قوتیں

- ۱۔ قرآن کی تفسیر میں قرآن، حدیث، آثار، لغت، نحو، فقہ، کلام اور اقوالِ مفسرین سے بیک وقت استفادہ۔
- ۲۔ آیات کو الگ الگ نہیں بلکہ ماقبل و مابعد آیات کے ساتھ مربوط کر کے مفہوم متعین کرنا۔
- ۳۔ احادیث و آثار سے مضبوط استدلال کیا گیا ہے۔
- ۴۔ آیات احکام کے تحت مختلف فقہی مذاہب کے دلائل کو پیش کرنا، جس سے تفسیر فقہی تحقیق کا بھی اہم ماخذ بن جاتی ہے۔

۵۔ ان کا واضح اصول ہے کہ متقدمین کے مفید نکات سے استفادہ کیا جائے، لیکن "بہت بعید نکات" اور "دور از کار تاویلات" کو ترک کیا جائے۔

۶۔ محض منقولات پر اکتفا نہیں بلکہ عقلی، لغوی، فقہی اور کلامی استدلال سے بھی کام لیا گیا ہے۔

۷۔ اعضاء کی پیوند کاری، جدید طبی مسائل، جدید قانونی و معاشرتی مسائل وغیرہ پر قرآن کی روشنی میں تفصیلی بحث۔

ب۔ علامہ سعیدی کے منہج کے امتیازات

۱۔ علامہ سعیدی بنیادی طور پر محدث اور فقیہ بھی تھے، اس لیے تبیان القرآن میں حدیثی استدلال نمایاں ہے۔

۲۔ عربی تفسیری ذخیرے کو عام اردو خواں طبقے کے لیے سہل اور رواں زبان میں پیش کرنا ان کے منہج کا اہم امتیاز ہے۔ خود انہوں نے اس ضرورت کو اپنی تفسیر کے بنیادی مقاصد میں شمار کیا ہے۔

۳۔ انہوں نے احکام القرآن، الجامع لأحكام القرآن، البحر المحیط، تفسیر کبیر، الدر المنثور، روح المعانی کے ساتھ جدید تفاسیر میں تفسیر مراغی، فی ظلال القرآن اور تفسیر قاسمی سے بھی استفادہ کیا۔

۴۔ نظم کو مجرد نظری بحث کے طور پر نہیں چھوڑا بلکہ مختلف مقامات پر ربط آیات، ربط مضامین اور سیاقی مناسبت کے ذریعے اس کا عملی اطلاق کیا۔

۵۔ مخالف فقہی یا تفسیری موقف کو نقل کر کے اس کے دلائل کا جائزہ لینا اور احترام کے ساتھ اختلاف کرنا ان کے منہج کی اہم خصوصیت ہے۔

۶۔ مشکل علمی مباحث کو اردو کے سادہ اور رواں اسلوب میں پیش کرنا۔

ج۔ علامہ سعیدی کے منہج کے قابلِ نقد پہلو

۱۔ بعض مقامات پر فقہی، حدیثی، کلامی اور جزوی مباحث اتنے وسیع ہو جاتے ہیں کہ اصل آیت کے مرکزی مضمون اور نظم پر توجہ نسبتاً کم ہو جاتی ہے۔

۲۔ بعض مقامات پر ربط آیات کو نہایت واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے، لیکن پورے قرآن میں ہر سورت کے مرکزی موضوع، عمود اور مجموعی ساخت کو ایک مستقل منہجی اصول کے طور پر مسلسل بروئے کار نہیں لایا گیا۔ یہی نکتہ آپ کی تحقیق میں خاص طور پر نمایاں کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ بعض مقامات پر ربط آیات، مناسبت، سیاق اور نظم باہم قریب المعنی ہو جاتے ہیں؛ اس لیے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ علامہ سعیدی کے ہاں "نظم" ایک مستقل اصول ہے یا وسیع تر سیاقی و تفسیری مناسبت کا حصہ؟

۴۔ فرائی اور اصلاحی منہج کے برعکس ہر سورت کے ایک مستقل عمود یا مرکزی محور کی تعیین تبیان القرآن میں بطور مستقل منہجی اصول نمایاں نہیں۔ یہ آپ کے موضوع کا ایک نہایت اہم تنقیدی امتیاز بن سکتا ہے۔

۵۔ کثرت نقل علمی اعتبار سے قوت ہے، لیکن بعض مقامات پر متعدد اقوال جمع ہو جانے سے مفسر کا اپنا ترجیحی نقطہ نظر پس منظر میں چلا جاتا ہے۔

۶۔ آیات احکام کے تحت مذاہب اربعہ کے دلائل کی تفصیل علمی اعتبار سے قابل قدر ہے، تاہم نظم قرآن کے زاویے سے دیکھا جائے تو بعض جگہ فقہی بحث اصل نظم و سیاق پر غالب ہو جاتی ہے۔ تبیان القرآن کے بارے میں تحقیقی مطالعات بھی اس کی تفصیلی فقہی بحثوں کو نمایاں خصوصیت قرار دیتے ہیں۔

۷۔ علامہ سعیدی نے نظم قرآن کے حوالے سے متعدد عملی اطلاقات پیش کیے، لیکن بقاعی، فراہی یا اصلاحی کی طرح نظم کے لیے کوئی مستقل اور مربوط نظریاتی فریم ورک مرتب نہیں کیا۔ یہی نکتہ آپ کی تحقیق میں ایک اہم علمی نتیجے کے طور پر سامنے آسکتا ہے۔

خلاصہ بحث

نظم قرآن علوم قرآن کا ایک اہم موضوع ہے جس کے ذریعے آیات و سُوَر کے باہمی ربط، مضامین کے تسلسل، سیاق و سباق اور قرآن مجید کے مجموعی پیغام کی وحدت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اس تحقیق میں پہلے تسلسل، ربط آیات، ربط سُوَر، نظم آیات اور نظم سُوَر کی لغوی و اصطلاحی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے ان کے باہمی تعلق اور امتیازات کا جائزہ لیا گیا ہے، بعد ازاں نظم قرآن کے حوالے سے قدیم و جدید مفسرین، بالخصوص امام فخر الدین رازی (پ ۱۱۵۰ء-م ۱۲۱۰ء)، امام برہان الدین بقاعی (پ ۱۲۰۶ء-م ۱۲۸۰ء)، امام جلال الدین سیوطی (پ ۱۴۲۵ء-م ۱۵۰۵ء)، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (پ ۱۷۰۳ء-م ۱۷۶۲ء)، علامہ حمید الدین فراہی (پ ۱۸۶۳ء-م ۱۹۳۰ء) اور مولانا امین احسن اصلاحی (پ ۱۹۰۴ء-م ۱۹۹۷ء) کے مناہج کا اجمالی تعارف اور تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ تحقیق کا بنیادی محور علامہ سعیدی کی تفسیر تبیان القرآن ہے، جس میں ان کے نظریہ نظم، سیاق و سباق سے استفادہ، ربط آیات کی تعیین، شان نزول، لغوی و نحوی قرائن، احادیث و آثار اور اقوال مفسرین سے استدلال کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ مختلف سورتوں اور آیات کے تفسیری اطلاقات کے ذریعے یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ علامہ سعیدی کے نزدیک نظم قرآن محض ادبی مناسبت نہیں بلکہ آیات کے معنوی و موضوعاتی ارتباط اور سورت کے مجموعی مقصد کو سمجھنے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ علامہ سعیدی کا منہج جامع، حدیثی، فقہی اور سیاقی خصوصیات کا حامل ہے تاہم ان کے ہاں نظم قرآن کا استعمال زیادہ تر تطبیقی تفسیری اصول کی صورت میں سامنے آتا ہے، جب کہ اسے ایک مستقل اور مربوط نظریاتی نظام کے طور پر منظم نہیں کیا گیا۔ اس اعتبار سے یہ مطالعہ علامہ سعیدی کے تفسیری منہج میں نظم قرآن کی اہمیت، انفرادیت، علمی قوتوں اور قابل نقد پہلوؤں کو نمایاں کرتا ہے۔

نتائج بحث

۱۔ علامہ سعیدی کے ہاں نظم قرآن محض آیات کے باہمی ربط تک محدود نہیں بلکہ سورتوں کے مرکزی مضامین، آیات کے سیاق و سباق اور موضوعاتی تسلسل کو بھی شامل ہے۔ اس منہج سے قرآن کریم کی معنوی وحدت اور جامعیت نمایاں ہوتی ہے۔

۲۔ تبیان القرآن میں نظم قرآن کے اثبات کے لیے سیاق و سباق کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ علامہ سعیدی آیات کے مفہوم کی تعیین میں فواتح اور خواتم آیات، سورت کے مرکزی مضمون اور کلام کے داخلی ربط کو ملحوظ رکھتے ہیں، جس سے استدلال مضبوط اور مربوط بنتا ہے۔

۳۔ علامہ سعیدی نظم قرآن کے بیان میں روایتی اور عقلی دونوں اسالیب سے استفادہ کرتے ہیں۔ وہ تفسیری روایات، لغوی مباحث، نحوی قواعد، فقہی اصول اور عقلی استدلال کو باہم مربوط کر کے آیات کے درمیان موجود معنوی مناسبت کو واضح کرتے ہیں۔

۴۔ نظم قرآن کی تطبیقی جہت میں علامہ سعیدی سورت کے مختلف اجزاء کو ایک جامع موضوعاتی وحدت کے تحت دیکھتے ہیں۔ اس طریقہ تفسیر سے بظاہر الگ الگ آیات کے درمیان فکری، موضوعاتی اور معنوی تعلق نمایاں ہو جاتا ہے۔

۵۔ علامہ سعیدی کے نزدیک نظم قرآن کو سمجھنے کے لیے الفاظ کے لغوی معانی کے ساتھ نحوی و بلاغی پہلوؤں کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ چنانچہ وہ ربط آیات کی وضاحت میں زبان و بیان کے مختلف قرائن سے استدلال کرتے ہوئے مفہوم کو زیادہ واضح کرتے ہیں۔

۶۔ علامہ سعیدی احکام، عقائد، اخلاق اور واقعات قرآن کو باہم مربوط انداز میں پیش کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے مختلف مضامین ایک دوسرے سے جداگانہ نہیں بلکہ ایک جامع ہدایت اور فکری نظام کا حصہ ہیں۔

۷۔ نظم قرآن کے اصول کو تبیان القرآن میں محض نظری بحث کے طور پر نہیں اپنایا گیا بلکہ عملی تفسیر میں اس کا مسلسل استعمال ملتا ہے۔ اس تطبیقی منہج کے ذریعے آیات کے باہمی تعلق، مفہومی تسلسل اور سورتوں کے مقاصد کو اجاگر کیا گیا ہے۔

۸۔ تبیان القرآن میں نظم قرآن کا تصور تفسیر کے فہم کو وسعت اور گہرائی فراہم کرتا ہے۔ علامہ سعیدی نے سیاق، سباق، لغت، نحو، بلاغت، روایات اور عقلی دلائل کو یکجا کر کے قرآن کے باہمی ربط کو علمی اور استدلالی انداز میں واضح کیا ہے۔

- 1 ابن منظور، لسان العرب، دار صادر، بيروت، ١٤١٢هـ، ج: ١١، ص: ٣٣٣
Ibn Manzur, Lisan al-‘Arab, Dar Sadir, Beirut, 1414 AH, Vol. 11, p. 334
- 2 البقاعي، برهان الدين، نظم الدرر في تناسب الآيات والسور، دار الكتب العلمية، بيروت، ١٤١٥هـ، ج: ١، ص: ٥
Al-Biqai, Burhan al-Din, Nazm al-Durar fi Tanasub al-Ayat wa al-Suwar, Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah, Beirut, 1415 AH, Vol. 1, p. 5
- 3 الزركشي، بدر الدين محمد بن عبد الله، البرهان في علوم القرآن، تحقيق: محمد أبو الفضل إبراهيم، دار إحياء الكتب العربية، القاهرة، ١٣٤٦هـ، ج: ١، ص: ٣٦
Al-Zarkashi, Badr al-Din Muhammad ibn ‘Abd Allah, al-Burhan fi ‘Ulum al-Qur’an, tahqiq: Muhammad Abu al-Fadl Ibrahim, Dar Ihya’ al-Kutub al-‘Arabiyyah, Cairo, 1376 AH, Vol. 1, p. 36.
- 4 الزركشي، البرهان في علوم القرآن، ج: ١، ص: ٣٨
Al-Zarkashi, al-Burhan fi ‘Ulum al-Qur’an, Vol. 1, p. 38
- 5 الزركشي، البرهان في علوم القرآن، ج: ١، ص: ٣٥
Al-Zarkashi, al-Burhan fi ‘Ulum al-Qur’an, Vol. 1, p. 35
- 6 الزركشي، محمد عبد العظيم، مناهل العرفان في علوم القرآن، دار إحياء الكتب العربية، القاهرة، ج: ١، ص: ٣٣٩
Al-Zurqani, Muhammad ‘Abd al-‘Azim, Manahil al-‘Irfan fi ‘Ulum al-Qur’an, Dar Ihya’ al-Kutub al-‘Arabiyyah, Cairo, Vol. 1, p. 339
- 7 البقاعي، نظم الدرر في تناسب الآيات والسور، ج: ١، ص: ١١
Al-Biqai, Nazm al-Durar fi Tanasub al-Ayat wa al-Suwar, Vol. 1, p. 11
- 8 سورة الحشر، ٥٩: ١٨
Surah al-Hashr, 59:18
- 9 سعدي، غلام رسول، تبيان القرآن، فريد بك اسٹال، لاہور، ٢٠٠٩ء، ج: ١٠، ص: ٢٥٥
Saeedi, Ghulam Rasool, Tibyan al-Qur’an, Fareed Book Stall, Lahore, 2009, Vol. 10, p. 255
- 10 سورة الواقعة، ٥٦: ٤٥-٤٤
Surah al-Waqi’ah, 56:75-77
- 11 البقاعي، نظم الدرر في تناسب الآيات والسور، ج: ٧، ص: ٢٣٣
Al-Biqai, Nazm al-Durar fi Tanasub al-Ayat wa al-Suwar, Vol. 7, p. 243
- 12 البقاعي، نظم الدرر في تناسب الآيات والسور، ج: ١، ص: ٥
Al-Biqai, Nazm al-Durar fi Tanasub al-Ayat wa al-Suwar, Vol. 1, p. 5
- 13 سورة الفاتحة، ١: ١
Surah Al-Fatihah, 1:1

- 14 سورة الفاتحة، ٥:١
Surah Al-Fatihah ,1:5
- 15 سورة الفاتحة، ٦:١
Surah Al-Fatihah, 1:6
- 16 سعیدی، تبیان القرآن، ج:١، ص: ٣١١
Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 1, p. 311
- 17 سورة الحشر، ٥٩:١
Surah Al-Hashr, 59:1
- 18 سورة الحشر، ٥٩:٢٢
Surah Al-Hashr, 59:24
- 19 سعیدی، تبیان القرآن، ج:١٠، ص: ١٦٥
Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 10, p. 165
- 20 سورة الفاتحة، ١:١
Surah Al-Fatihah, 1:1
- 21 سورة الفاتحة، ٢:١
Surah Al-Fatihah, 1:2
- 22 سورة الفاتحة، ٣:١
Surah Al-Fatihah ,1:3
- 23 سورة الفاتحة، ٤:١
Surah Al-Fatihah, 1:4
- 24 سورة الفاتحة، ٥:١
Surah Al-Fatihah, 1:5
- 25 سعیدی، تبیان القرآن، ج:١، ص: ١٥٦
Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 1, p. 156
- 26 سورة الناس، ١١٢:١-٦
Surah al-Nas, 114:1-6
- 27 سورة الناس، ١١٢:١-٣
Surah al-Nas, 114:1-3
- 28 سعیدی، تبیان القرآن، ص: ١٢، ص: ٥٥٦
Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 12, p. 556
- 29 سورة الفاتحة، ٥:١
Surah Al-Fatihah, 1:5
- 30 سورة الناس، ١١٢:٢
Surah al-Nas, 114:4
- 31 سورة آل عمران، ٣:٤٨
Surah Aal 'Imran, 3:78
- 32 سعیدی، تبیان القرآن، ج:٢، ص: ٢٩٣
Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 2, p. 493

- 33 سورة الأنبياء، ٢١: ٣٢-٣٥
Surah al-Anbiya, 21:34-35
- 34 سعيدی، تبیان القرآن، ج: ٦، ص: ٤٢-٤٦
Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 6, p. 74-76
- 35 زرکشی، البرهان فی علوم القرآن، ج: ١، ص: ٣٦
Al-Zarkashi, al-Burhan fi 'Ulum al-Qur'an, Vol. 1, p. 36
- 36 سعيدی، تبیان القرآن، ج: ١، ص: ٣٠-٣٧
Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 6, p. 74-76
- 37 سورة الفاتحة، ١: ٦-٧
Surah al-Fatihah, 1:1-7
- 38 سورة البقرة، ٢: ٢
Surah al-Baqarah, 2:2
- 39 سورة آل عمران، ٣: ٣-٣٠
Surah Aal 'Imran, 3:2-3
- 40 سعيدی، تبیان القرآن، ج: ٢، ص: ٢٠-٥٥
Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 2, p. 5-20
- 41 زرکشی، البرهان فی علوم القرآن، ج: ١، ص: ٣٨
Al-Zarkashi, al-Burhan fi 'Ulum al-Qur'an, Vol. 1, p. 38
- 42 سعيدی، تبیان القرآن، ج: ١، ص: ٣٠-٣٧
Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 1, p. 37-40
- 43 سورة آل عمران، ٣: ٨٨
Surah aale Imran, 3:78
- 44 سعيدی، تبیان القرآن، ج: ٢، ص: ٩٣-٩٩
Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 2, p. 3493-494
- 45 سعيدی، تبیان القرآن، ج: ١، ص: ٨٦
Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 1, p. 86
- 46 سورة الانعام، ٦: ٨٢
Surah al-An'am, 6:82
- 47 البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ: وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س
ن، حدیث: ٣٢٢٩
- Al-Bukhari, Muhammad ibn Isma'il, al-Jami' al-Sahih, Kitab Ahadith al-Anbiya, Bab Qawl Allah Ta'ala: "Wa-ttakhadha Allahu Ibrahim Khalilan", Maktabah Rahmaniyyah, Lahore, n.d., Hadith: 3429
- 48 انیساپوری، مسلم بن الحجاج، الصحیح، کتاب الایمان، باب صدق الایمان وإخلاصه، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن، حدیث: ١٢٢٠
Al-Naysapuri, Muslim ibn al-Hajjaj, al-Sahih, Kitab al-Iman, Bab Sidq al-Iman wa Ikhlasuhu, Maktabah Rahmaniyyah, Lahore, n.d., Hadith: 124
- 49 سورة لقمان، ٣١: ١٣
Surah Luqman, 31:13

- Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 3, p. 293
- Surah Luqman, 31:13
- Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 3, p. 293
- Surah al-An'am, 6:88
- Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 3, p. 293
- Surah al-Fatihah, 1:1-7
- Surah al-Fatihah, 1:6
- Surah al-Nisa, 4:69
- Surah al-Fatihah, 1:6
- Surah al-Nisa, 4:69
- Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 1, p. 188
- Surah al-Fatihah, 1:5
- Surah al-Fatihah, 1:6
- Surah al-An'am, 6:88
- Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 1, p. 160
- Surah Maryam, 19:58
- Surah al-Fatihah, 1:6
- Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 1, p. 37-40
- Surah Al-Baqarah, 2:184
- 50 سعيدي، تبيان القرآن، ج: ٣، ص: ٢٩٣
- 51 سورة لقمان، ٣١: ١٣
- 52 سعيدي، تبيان القرآن، ج: ٣، ص: ٢٩٣
- 53 سورة الانعام، ٦: ٨٨
- 54 سعيدي، تبيان القرآن، ج: ٣، ص: ٢٩٣
- 55 سورة الفاتحة، ١: ٦-٧
- 56 سورة الفاتحة، ١: ٦
- 57 سورة النساء، ٤: ٦٩
- 58 سورة الفاتحة، ١: ٦
- 59 سورة النساء، ٤: ٦٩
- 60 سعيدي، تبيان القرآن، ج: ١، ص: ١٨٨
- 61 سورة الفاتحة، ١: ٥
- 62 سورة الفاتحة، ١: ٦
- 63 سورة الانعام، ٦: ٨٨
- 64 سعيدي، تبيان القرآن، ج: ١، ص: ١٦٠
- 65 سورة مريم، ١٩: ٥٨
- 66 سورة الفاتحة، ١: ٦
- 67 سعيدي، تبيان القرآن، ج: ١، ص: ٣٧-٤٠
- 68 سورة البقرة، ٢: ١٨٤

- 69 سعیدی، تبیان القرآن، ج: ۱، ص: ۸۵۳-۸۵۷
- Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 1, 853-857
- 70 سعیدی، تبیان القرآن، ج: ۱، ص: ۳۷-۴۰
- Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 1, p.37-40
- 71 سورة آل عمران، ۳: ۱۰۲
- Surah Aal-e-Imran, 3:102
- 72 سورة تغابن، ۶۴: ۱۶
- Surah At-Taghabun, 64:16
- 73 سعیدی، تبیان القرآن، ج: ۲، ص: ۴۹۵
- Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 2, p.495
- 74 سورة الفاتحة، ۱: ۱
- Surah al-Fatihah, 1:1
- 75 سعیدی، تبیان القرآن، ج: ۱، ص: ۷۵
- Ghulam Rasool Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 1, p.75
- 76 سورة البقرة، ۲: ۱۸۴
- Surah Al-Baqarah, 2:184
- 77 سعیدی، تبیان القرآن، ج: ۱، ص: ۸۵۳
- Ghulam Rasool Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 1, p.853
- 78 سعیدی، تبیان القرآن، ج: ۱، ص: ۳۷-۴۰
- Ghulam Rasool Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 1, p.37-40
- 79 غ سعیدی، تبیان القرآن، ج: ۱، ص: ۱۱۹
- Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 1, p.119
- 80 سورة البقرة، ۲: ۳۰
- Surah Al-Baqarah, 2:30
- 81 سعیدی، تبیان القرآن، ج: ۱، ص: ۱۷۲-۱۸۰
- Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 1, p.172-180
- 82 سیوطی، جلال الدین، الإلتقان فی علوم القرآن، دار ابن کثیر، دمشق، ۲۰۰۰ء، ج: ۳، ص: ۳۶۹
- Al-Suyuti, Jalal al-Din, al-Itqan fi 'Uloom al-Qur'an, Dar Ibn Kathir, Damascus, 2000, Vol. 3, p. 369
- 83 سعیدی، تبیان القرآن، ج: ۱، ص: ۳۷-۴۰
- Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 1, p.37-40
- 84 البقاعی، نظم الدرر فی تناسب الآيات والسور، ج: ۱، ص: ۱۷
- Al-Biqai, Nazm al-Durar fi Tanasub al-Ayat wa al-Suwar, Vol. 1, p. 17
- 85 البقاعی، نظم الدرر فی تناسب الآيات والسور، ج: ۱، ص: ۲-۱۷
- Al-Biqai, Nazm al-Durar fi Tanasub al-Ayat wa al-Suwar, Vol. 1, p.2-17
- 86 ج سیوطی، الإلتقان فی علوم القرآن، ج: ۳، ص: ۳۶۹-۳۷۰
- Al-Suyuti, al-Itqan fi 'Uloom al-Qur'an, Vol. 3, pp. 369-370
- 87 دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث، الفوز الکبیر فی أصول التفسیر، المطبعة السلفية، دہلی، ۱۳۵۵ھ، ص: ۱۰۰-۱۰۱
- معارف اسلامی؛ 25(2)، جولائی-دسمبر، 2026ء

Al-Dihlawi, Shah Wali Allah Muhaddith, al-Fawz al-Kabir fi Usul al-Tafsir, al-Matba'ah al-Salafiyyah, Delhi, 1355 AH, pp. 1–100

88 فرائی، حمید الدین، نظام القرآن وتاویل الفرقان بالفرقان، الدائرة الحمیدیة، اعظم گڑھ، ۱۳۸۸ھ، ج: ۱، ص: ۲۰۔

Al-Farahi, Hamid al-Din, Nizam al-Qur'an wa Ta'wil al-Furqan bil-Furqan, al-Da'irah al-Hamidiyyah, Azamgarh, 1388 AH, Vol. 1, pp. 1–20

89 اصلاحی، امین احسن، تدبرِ قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۲۰۰۹ء، ج: ۱، ص: ۲۵۔۴۰

Islahi, Amin Ahsan, Tadabbur-e-Qur'an, Faran Foundation, Lahore, 2009, Vol. 1, pp. 25–40

90 سعیدی، تبیان القرآن، ج: ۱، ص: ۱۱۹

Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 1, p.119

91 سعیدی، تبیان القرآن، ج: ۱، ص: ۳۸

Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 1, p.38

92 سعیدی، تبیان القرآن، ج: ۱، ص: ۸۶

Saeedi, Tibyan al-Qur'an, Vol. 1, p.86